سہ ماہی　　　نئی دہلی

خبر نامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر:۸	جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء	شمارہ نمبر:۴

ایڈیٹر

(مولانا) سید نظام الدین

خط وکتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, Telefax:. 011-26314784

E-mail: aimplboard@gmail.com / Web: www.aimplboard.in

ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبرشمار	مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	پیغام	(حضرت) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۳
۲	مسلم پرسنل لا بورڈ - اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں	(حضرت) مولانا سید نظام الدین	۵
۳	کارروائی مذاکرۂ علمی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ	مولانا رضوان احمد ندوی	۷
۴	دار القضاء اور سپریم کورٹ کا فیصلہ	محمد عبد الرحیم قریشی	۱۱
۵	مسلم پرسنل لا کیا ہے؟	(مفتی) محمد خالد حسین نیموی قاسمی	۱۳
۶	مہر - احکام و مسائل	مفتی محمد سراج الدین قاسمی	۱۵
۷	کارروائی اجلاس مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ	مولانا رضوان احمد ندوی	۱۶
۸	مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں (مختصر رپورٹ)	وقار الدین لطیفی	۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

الحمد لله و كفىٰ و سلام على عباده الذين اصطفىٰ ـ امابعد

دین اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جامع اور مکمل دین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دین مکمل ہوا، اور آپ کو آخری نبی کا مقام عطا ہوا، لہذا وحی کے ذریعہ ہدایات آنے کا جو سلسلہ تھا وہ مکمل ہوا اب اس سلسلہ کے قائم رہنے کی ضرورت نہیں رہی اور اب کسی نبی کو مبعوث کیے جانے کی ضرورت نہ ہوگی، نسلا بعد نسل انسانوں کو جو حالات پیش آتے رہینگے ان کے لیے اس مکمل شدہ دین میں حل ملتا رہے گا اور یہ دین باقی اور قائم رہے گا، چونکہ اس دنیا کا نظام اللہ تعالیٰ نے وسائل وذرائع پر رکھا ہے اس لیے اس دین کے باقی رہنے کے لیے اس دین کی حفاظت اور اسکی مکمل حیثیت کو قائم رکھنے اور جاری رکھنے کے لیے جو وسائل مطلوب ہونگے وہ بھی قدرت الہی سے مہیا ہوتے رہیں گے اور اس کے لیے عہد بہ عہد ایسی شخصیتوں کا ظہور ہوتا رہے گا جو اپنے اپنے عہد میں دین کے پہلوؤں سے بے اعتنائی کرنے والوں کی کوششوں کو ناکام بنادیا کرینگے، یہ وہ لوگ ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ دین کو باقی رکھنے کی فکر کی توفیق دیتا رہے گا، یہ حضرات ایسے ذرائع ووسائل اختیار کرینگے جو اس مقصد کو پورا کرینگے، اور وہ یہ کام قرآن مجید اور آخری نبی کے ارشادات کے تحت کریں گے چنانچہ ہر عہد میں دین کی حفاظت کا کام انجام دینے کے لائق افراد حسب ضرورت ذرائع سے انجام دیتے رہے، اس کام کے ذرائع میں ہمارے دینی مدارس اور دینی ادارے بھی آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس مکمل دین کی حفاظت کا ذریعہ بنایا اور اس کے ماننے والے دین کی پوری تفصیل پہونچانے کا فریضہ انجام دیتے رہے اس طرح یہ حقیقت سامنے آگئی کہ اس مکمل دین کے تمام پہلوؤں کی خبر گیری رکھنے والے اشخاص اور ادارے اس دین اور اس کی ملت کی اہم ضرورت ہیں، ان کے ذریعہ مسلمان جہاں رہیں اپنے دین کے تقاضوں کو معلوم کرسکتے ہیں اور عمل میں لاسکتے ہیں اور اس راہ میں جو رکاوٹیں آئیں ان کو دور کرنے کی فکر اور کوشش کرسکتے ہیں، یہ امت کا

مشترکہ کام ہے اس کے لیے جزوی اور فروعی اختلافات کے باوجود اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری امت کے اصحاب علم اور غیرت دینی کے حامل حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں مسلمان عددی لحاظ سے اقلیت میں ہیں، اور اقلیتوں کے پاس اتنے موثر ذرائع نہیں ہوتے جتنے اکثریت کے لوگوں کے پاس ہوتے ہیں لیکن ذرائع کی ایسی کمی فکرمندی اور مزید توجہ اختیار کرنے سے پوری ہوسکتی ہے، الحمدللہ ہمارے ملک ہندوستان میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی صورت میں دین کی حفاظت کا ایک بڑا جامع اور موثر ذریعہ ہے، اس نے دین کی حفاظت کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کے مختلف پہلوؤں کو اپنا رکھا ہے، ملک کے دستور سے جو دینی حقوق مسلمانوں کو حاصل ہیں ان کے بقاء وحفاظت کی فکر کے لیے شریعت اسلامی کے قانون دانوں کی کمیٹی، قانونی حقوق کی دیکھ بھال کے لیے ملک کے قانون دانوں کو اسلامی قانون کے ضروری نکات سے واقف کرانے کے لیے تفہیم شریعت کمیٹی ،مسلمانوں کو اسلامی شریعت کی پابندی کی تلقین کے لیے اصلاح معاشرہ کمیٹی، اور مسلمانوں کے مابین واقع ہونے والے معاملات کے تصفیہ میں مدد دینے کے لیے دارالقضاء کا شعبہ قائم ہیں، اس طرح مسلمانوں کا یہ مشترکہ بورڈ جو مسلمانوں کے تمام مسالک کی نمائندگی کرتا ہے ملت اسلامیہ کی دینی ضرورتوں کی فکر اور ان کے نفاذ کی طرف توجہ کے لیے مسلمانوں کا متحدہ جامع ادارہ ہے، اور اس کے ارکان کی ذمہ داری بنتی ہے اس جامع اور کامل دین کی بقاء اور اس کی حفاظت کے لیے جو خدمت ان کے دائرہ میں آتی ہے اس کو اپنی ذمہ داری سمجھیں، قرآن مجید کا حکم ہے " کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" کہ تم ایسی امت ہو جو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اپنے کو ایمان والا بنائے رکھتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری اور اہم خطاب میں جو ہدایات دیں اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا" ألا فليبلغ الشاهد الغائب "اس طرح دین کی باتوں کو ایک دوسرے تک پہونچانے کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سپرد فرمائی ہمارے دینی مدارس اور ادارے اس کام کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور حتی المقدور اس کو انجام دیتے ہیں ان میں مسلمانوں کا یہ موقر اور جامع ادارہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ دین کو اس کی مکمل شکل میں قائم رکھنے کے لیے جو صورت ہوتی ہے اس کو اختیار کرتا ہے کہ مسلمانوں کے لحاظ سے اس اقلیتی ملک میں اہم ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی خدمت زیادہ سے زیادہ مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

اداریہ

مسلم پرسنل لا بورڈ - اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں

مولانا سید نظام الدین
جنرل سکریٹری بورڈ

اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کی فطرت میں مزاج و مذاق کا اختلاف رکھا ہے، اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کی خواہشات غیر محدود ہیں اور اس دنیا میں وسائل محدود رکھے گئے ہیں، اس لئے مفادات میں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے، اور باہمی نزاع کی نوبت آتی ہے، قوانین اسی لئے بنائے جاتے ہیں کہ ایسے نزاعات میں انصاف قائم کیا جائے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو اور ان قوانین کی تشریح، واقعات پر ان کو منطبق کرنا اور ان کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا اس ادارہ کی ذمہ داری ہوتی ہے جس کو عدلیہ کہا جاتا ہے اور جس کو فقہ کی اصطلاح میں نظام قضاء کہتے ہیں، فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کہیں مسلمان اقلیت میں ہوں اور حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں نہ ہو تب بھی مسلمانوں پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اجتماعی مشورہ سے نظام امارت قائم کریں اور اگر امارت شرعی کا نظام قائم نہ کرسکیں تب بھی کم سے کم نظام قضاء تو ضرور ہی قائم کریں، ایسی صورت میں مسلمان باہمی رضامندی سے جس کے قاضی ہونے پر متفق ہوجائیں وہ مسلمانوں کے باہمی نزاعات کا قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کرے۔

اسی پس منظر میں ہندوستان میں آزادی کے پہلے ہی سے نظام قضاء کا قیام عمل میں آیا اور ایک منظّم شکل میں اس نظام کی تشکیل کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ کے زیر قیادت علماء بہار نے سبقت کی، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کے بعد شروع ہی سے بورڈ نے نظام قضاء کی توسیع کو اپنی جدوجہد کا حصہ بنایا کیونکہ دارالقضاء کا قیام شریعت اسلامی کے عائلی قوانین کو نافذ کرنے کی ایک عملی کوشش اور مثبت تدبیر ہے، قضاء کا یہ نظام درحقیقت سرکاری عدالتوں کے ساتھ تعاون کی لائق تحسین شکل ہے جس کے ذریعہ عدالت کو ہزاروں مقدمات کے بوجھ سے بچایا جاتا ہے، نیز کم خرچ اور کم وقت میں مسلمانوں اور خاص کر مسلم خواتین کو انصاف فراہم کیا جاتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں کچھ لوگ ہر مسئلہ کو فرقہ پرستی کی عینک سے دیکھنے لگے ہیں اور جس چیز کی بھی نسبت اسلام اور مسلمانوں سے ہو وہ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوجاتے ہیں، اسی طرح کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جناب وشولوچن مدان نے سن ۲۰۰۵ء میں سپریم کورٹ میں درخواست دائر کردی کہ ہندوستان میں جو بھی دارالافتاء اور دارالقضاء قائم ہیں ان پر پابندی لگادی جائے، مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس مقدمہ میں اپنے نقطۂ نظر کو پوری قوت کے ساتھ پیش کیا، علماء نے موضوع سے متعلق مواد فراہم کئے اور قانون دانوں نے اپنی تحریری اور زبانی بحث میں اس سے فائدہ اٹھایا، چنانچہ عدالت نے محسوس کیا کہ مدعی کا استغاثہ خلاف واقعہ ہے اور افتاء اور قضاء کا نظام ایک متوازی عدالت نہیں ہے، چنانچہ سپریم کورٹ کا ۷/جولائی ۲۰۱۴ء میں بڑی حد تک مسلمانوں کے موقف کے مطابق فیصلہ سامنے آیا، ان حالات میں ضرورت ہے کہ نظام قضاء کی زیادہ سے زیادہ توسیع کی جائے اور صوبہ سے لے کر اضلاع تک ہر جگہ مسلمانوں کے عائلی تنازعات کے حل کے لئے اس نظام کو قائم کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ۲۰، ۲۱/ستمبر ۲۰۱۴ء کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی

دارالقضاء کمیٹی کا مذاکرۂ علمی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوا جس میں ملکی قوانین اور سرکاری عدالتوں کے پس منظر میں نظام قضاء کے طریقۂ کار پر غور کیا گیا۔

ملک میں اس وقت جو صورت حال ہے اس میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان خود قانون شریعت کو سمجھیں، رضا کارانہ طور پر اپنے آپ پر احکام شریعت کو نافذ کریں اور علماء کا فریضہ ہے کہ وہ ان کے جذبہ ایمانی کو تقویت پہنچا کر اور ایمان کی دبی ہوئی چنگاری کو سلگا کر لوگوں میں اس کا مزاج پیدا کریں، ہمیں عدالتوں سے شکایت ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ قانون شریعت کی ایسی تشریح وتوضیح کرتی ہیں جو شریعت میں مداخلت کے مترادف ہوتی ہے، لیکن اگر مسلمان اپنے معاملات کو خود ہی شریعت کے مطابق حل کرلیں اور دنیا کے چند روزہ نفع ونقصان کو خاطر میں لانے کے بجائے اللہ اور اس کے رسول کے سامنے سر جھکا دیں تو ایسی نوبت کیوں آئے۔

ملت اسلامیہ میں اس شعور کو بیدار کرنے کے لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کے دو شعبے قائم ہیں: ایک شعبہ اصلاح معاشرہ کا ہے جو عام مسلمانوں کو معاشرتی مسائل میں اسلام کی روشن تعلیمات کی طرف دعوت دیتا ہے، نکاح وطلاق اور تقسیم میراث وغیرہ کے سلسلہ میں احکام دین سے جو غفلت اور بے توجہی پائی جاتی ہے اس پر متنبہ کرتا ہے اور ہر طرح کی سماجی برائیوں سے معاشرہ کو پاک کرنے کی جدوجہد میں مشغول ہے، لیکن جب تک پوری ملت کا اس میں تعاون نہ ہو اور تمام ملی تنظیمیں اپنی اصلاحی کوششوں میں اس کو خصوصی اہمیت نہیں دیں کما حقہ اس کام کو نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرا شعبہ تفہیم شریعت کا ہے، جس کے تحت قانون دانوں اور جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں، صحافیوں اور برادران وطن کو قانون شریعت کی اہمیت، اس کی افادیت اور انسانی فطرت ومصلحت سے اس کی ہم آہنگی کو واضح کیا جاتا ہے اور مسلم پرسنل لا کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

موجودہ صورت حال میں ضروری ہے کہ بورڈ کے ان شعبوں کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنایا جائے اور مختلف ریاستوں میں مسلمانوں کی سربرآوردہ شخصیتیں اس پر خصوصی توجہ دیں اور بورڈ کا تعاون کریں۔

ملک کے سیاسی حالات سبھوں کے سامنے ہیں جس کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ سیکولرزم جس پر اس ملک کی بنیاد رکھی گئی اور جو اس کثیر مذہبی، کثیر لسانی اور کثیر تہذیبی خطہ میں اس ملک کی سالمیت کا راز ہے، اس کو ٹھیس پہنچے، اور لوگوں میں یہ احساس پیدا ہونے لگا ہے کہ اب اس ملک کے باشندوں کے ساتھ مساویانہ اور منصفانہ سلوک نہیں کیا جاسکے گا، یہ صورت حال صرف مسلمانوں کے لئے نہیں، بلکہ تمام محبّ وطن شہریوں کے لئے فکر وتشویش کا باعث ہے، لیکن بہر حال ہمیں گھبرانا اور پست ہمت ہونا نہیں چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ برادران وطن کی اکثریت بھی انصاف پسند ہے اور وہ فرقہ واریت کو پسند نہیں کرتی، حالیہ الیکشن میں جو نتیجہ سامنے آیا اس کا اصل سبب گزشتہ حکومت کی ناکامی اور عوام کی ان سے بیزاری تھی، ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ لوگ نفرت کی جو آگ سلگا رہے ہیں محبت کی شبنم سے اسے بجھایا جائے، مسلمان اپنے اخلاق اور ہمدردانہ رویہ کے ذریعہ اس پروپیگنڈہ کو بے اثر کردیں جو مٹھی بھر لوگوں کی طرف سے کیا جارہا ہے، بورڈ شروع سے یہ پیغام دیتا رہا ہے اور آج بھی اس کا یہی پیغام ہے کہ مسلمان اپنے آپ پر شریعت کو نافذ کریں، انصاف حاصل کرنے کے لئے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور بہتر اخلاق کے ذریعہ برادران وطن کے دلوں کو فتح کرنے کی کوشش کریں جو ان کے نبی رحمت للعالمین کا اسوہ ہے۔

کارروائی مذاکرۂ علمی دارالقضا کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

(منعقدہ ۲۰/۲۱/ستمبر ۲۰۱۴ء بمقام دفتر امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ)

مرتب: مولانا رضوان احمد ندوی پٹنہ

آج مورخہ ۲۰/۲۱/ستمبر ۲۰۱۴ء، روز سنیچر واتوار، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی دارالقضاء کمیٹی کا مذاکرہ علمی زیر صدارت امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب دفتر امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ میں منعقد ہوا، جس میں ملکی قوانین اور سرکاری عدالتوں کے پس منظر میں نظام قضاء کے طریقہ کار پر غور کیا گیا، اجلاس میں ملک کی مختلف ریاستوں کے ممتاز علماء، ارباب قضاء وافتا اور ماہرین وکلاء نے شرکت کی اور خصوصی دعوت پر صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم نے بھی اجلاس میں شرکت فرمائی۔

شرکاء نے تفصیلی مذاکرہ کے بعد یہ بات محسوس کی کہ دارالقضاء کا موجودہ نظام نہ صرف یہ کہ شرعی قوانین پر مبنی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں شفافیت کو اختیار کیا جاتا ہے۔ دونوں فریقوں کو اپنے دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اور اپنی طرف سے صفائی پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا جاتا ہے اور ملکی قوانین اور سرکاری عدالتوں سے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں ہے اور نہ سپریم کورٹ کی طرف سے ان کے کام پر کوئی بندش لگائی گئی ہے، بلکہ یہ انصاف فراہم کرنے کا ایک آسان متبادل طریقہ ہے، جس میں کم سے کم اخراجات اور کم سے کم وقت میں لوگوں کو انصاف فراہم ہوتا ہے۔

پہلی نشست

اس دوروزہ مذاکرہ علمی کی پہلی نشست کا آغاز ۲۰/ستمبر ۲۰۱۴ء روز سنیچر بعد نماز مغرب جناب قاری انور حسین قاسمی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، جس میں انہوں نے نظام قضاء کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ امارت شرعیہ میں ۹۶ برسوں سے دارالقضاء قائم ہے اور یہاں کے فیصلوں کو مسلمان ایمانی جذبے کے ساتھ قبول کرتے ہیں، یہاں کے نظام قضاء سے دوسرے صوبے کے علماء کرام بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آج جو مذاکرہ ہو رہا ہے، انشاء اللہ ہم سب لوگوں کے لیے سنگ میل ثابت ہوگا۔ تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے واضح کیا کہ ہندوستان میں قضاء کا نظام بہت قدیم ہے، یہاں تک کہ مسلم عہد حکومت سے پہلے بھی قضاء کا نظام قائم تھا اور آج بھی بحمد اللہ لوگ اپنی خوشی اور آمادگی کے ساتھ دارالقضاء سے رجوع کرتے ہیں اور شاذ و نادر ہی ایسے واقعات پیش آتے ہیں، جن میں یہاں کے فیصلوں کو عدالت میں چیلنج کیا گیا ہو، انہوں نے کہا کہ دارالقضاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قاضی کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے، اس لیے اس کے فیصلے کی حیثیت شرعی اعتبار سے درست ہے، جبکہ عدالت کو یہ ولایت حاصل نہیں ہے۔

صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ جمہوری نظام میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے، مگر کچھ لوگ مذہب مخالف تحریک چلاتے ہیں، تاکہ دوسرے لوگ مشتعل ہو جائیں، انہوں نے کہا کہ دستور ہند نے ہمیں جو مذہبی آزادی دی ہے، اسے کوئی سلب نہیں کرسکتا، انہوں نے کہا کہ دارالقضاء کے نظام کو تقویت پہونچانے کے لیے مسلمان خود اپنی قلبی آمادگی کے ساتھ احکام شریعت سے رجوع کرنے کا مزاج بنائیں اور دارالقضاء کے ذریعہ اپنے تنازعات کو طے کیا کریں، دارالقضاء کے قانونی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے بورڈ کے اسسٹنٹ جنرل سکریٹری جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے کہا کہ ۱۸۶۴ کے قانون میں دارالقضاء کے سابقہ اختیارات کو ختم نہیں کیا گیا ہے، اس لیے

دارالقضاء کا عائلی مقدمات کو لینا اور مسلم پرسنل لا کے مطابق اس کا فیصلہ کرنا قانون کے دائرے میں آتا ہے ۔ جناب یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈووکیٹ نے کہا کہ سپریم کورٹ کے حالیہ دارالقضاء سے متعلق فیصلے نے ہماری راہ میں کئی طرح کی رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں، نکاح کو فسخ کرنے میں قانونی پیچیدگی پیدا ہوسکتی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ تحکیم کے تعلق سے عدالت ہی فیصلہ کرسکتی ہے، اس میں دارالقضاء رائے تو دے سکتا ہے، فیصلہ نہیں دے سکتا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جج صاحبان نے قضاء اور افتا کے فرق کو محسوس نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ عائلی معاملات میں ملکی عدالتوں کے فیصلوں کے درمیان ٹکراؤ سے بچنے کے لیے شرعی دائرہ میں رہتے ہوئے ملکی قانون سے بھی استفادہ کی ضرورت ہے ، کیوں کہ سماج کو تقسیم کرنے کے لیے ایسے نظریات سامنے آرہے ہیں، جن کو گہرائی سے سمجھنے کی ضرورت ہے ۔امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی محمد اشرف علی نے کہا کہ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کے جو حصے اخبارات میں شائع ہوئے اس سے یک گونہ اطمینان ہوا تھا کہ وہ پورے طور پر ہمارے حق میں ہیں، لیکن قانون داں حضرات کی بیان کردہ تفصیلات سے محسوس ہوتا ہے کہ مسلم پرسنل لا کے مسائل پر زد پڑ سکتی ہے۔ اس لیے اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری نے فرمایا کہ نظام قضاء منصوص ہے، اس سے ہمارا عقیدہ وابستہ ہے، نظام شریعت کوئی عقلی معاملہ نہیں ہے بلکہ وہ سب مصالح شرعی پر مبنی ہیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ فسخ نکاح کا مسئلہ حقوق انسانی کی بنیاد پر مظلوم عورتوں کو انصاف دلانا ہوتا ہے اس لیے اس پہلو کو عدالت کے سامنے لایا جائے ، دارالعلوم دیوبند کے مفتی محمد زین الاسلام صاحب نے کہا کہ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہونا چاہئے کہ عدالتوں میں مسلم ججوں کی تقرری زیادہ سے زیادہ کی جائے ، قاضی عبدالجلیل صاحب نے کہا کہ دارالقضاء امارت شرعیہ میں سالانہ ایک ہزار مقدمات آتے ہیں اور فریقین یہاں کے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں، البتہ اگر معاملہ سرکاری عدالت میں چلا جاتا ہے تو پھر ہم اس سے علاحدہ ہوجاتے ہیں، مفتی یوسف صاحب آسام نے کہا کہ ہمارے یہاں جب سے دارالقضاء قائم ہے، کوئی بھی فریق دارالقضاء کے فیصلہ کے خلاف سرکاری عدالت میں نہیں گیا، بلکہ بعض مسلم وکلاء عائلی معاملات کو ہمارے یہاں بھیجتے ہیں ، اس کے بعد مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، جناب جاوید اقبال صاحب ایڈووکیٹ، مولانا خالد رشید فرنگی محلی، مولانا مشتاق احمد صاحب بھوپالی نے چند سوالات کیے جس کا جواب دیا گیا۔

ان مباحث کی روشنی میں علماء ووکلاء پر مشتمل تجویز مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا مفتی اشرف علی باقوی صاحب امیر شریعت کرناٹک، بنگلور
جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب ایڈووکیٹ، حیدرآباد
مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری، مظفر پور
جناب یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈووکیٹ، ممبئی
مولانا جسیم الدین رحمانی صاحب، پٹنہ
جناب عبدالقدیر صاحب ایڈووکیٹ، الٰہ آباد
مولانا عبدالجلیل صاحب قاسمی، پٹنہ
مفتی زین الاسلام صاحب الٰہ آبادی، دیوبند
مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، حیدرآباد
مولانا عبیداللہ اسعدی صاحب، باندہ
مفتی احمد دیولوی صاحب، بھروچ
جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈووکیٹ، لکھنؤ
مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، لکھنؤ
جناب راغب احسن صاحب ایڈووکیٹ، پٹنہ

اس کمیٹی نے اتفاق رائے سے جو تجویز مرتب کی اس کو اجلاس میں پیش کیا گیا، جس کو شرکاء نے منظور کیا، تجویز کا متن درج ذیل ہے۔

’’آج مورخہ ۲۱؍ستمبر۲۰۱۴ء مطابق ۲۵؍ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ بروز اتوار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ سے متعلق علماء وقضاۃ اور ماہرین قانون نے دارالقضاء کے موجودہ طریقہ کار اور قانونی پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیا اور محسوس کیا کہ دارالقضاء کا موجودہ نظام پوری طرح شفافیت پر مبنی ہے اور اس میں فریقین کو اپنے دعویٰ کے اثبات اور رفع الزام کا پورا پورا موقع دیا جاتا ہے، اور اس کی کارروائی ملکی قانون کے دائرہ میں ہے، مزید وضاحت کے لیے درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) جو مقدمہ سرکاری عدالت میں چل رہا ہو اسکو دار القضاء میں نہ لیا جائے الا یہ کہ فریقین عدالت سے مقدمہ اٹھا کر دار القضاء آئیں۔

(۲) اگر مقدمہ درج ہونے کے ابتدائی کارروائی کے مرحلہ میں ہو اور اسی اثناء میں مدعی علیہ سرکاری عدالت میں چلا جائے اور اس نے قاضی کو تحریری طور پر حکم تسلیم نہ کیا ہو تو وہ مقدمہ دار القضاء سے خارج کر دیا جائے۔

(۳) اگر مقدمہ کی کارروائی آخری مرحلہ میں ہو اور مدعی علیہ حاضری فارم پر دستخط کر چکا ہو، کچھ پیشیوں میں حاضر ہونے کے بعد سرکاری عدالت سے رجوع ہوا ہے اور عدالت سے دار القضاء کے لیے حکم امتناعی نہ لایا ہو تو دار القضاء اپنی کارروائی مکمل کر لے اور فیصلہ کرے۔

(۴) ڈوری ایکٹ وغیرہ کے تحت دائر مقدمہ میں اگر فریقین دار القضاء حاضر ہوں اور تحریری درخواست دیں کہ ہم دونوں دار القضاء کے ذریعہ اپنا معاملہ حل کرنا چاہتے ہیں اور دار القضاء میں طے پائے ہوئے تصفیہ یا فیصلہ کی روشنی میں سرکاری عدالت سے اپنا معاملہ ختم کر لیں گے تو دار القضاء اس مقدمہ کو لے سکتا ہے۔

(۵) شوہر کی مفقود الخبری کے مقدمہ میں، نیز غائب غیر مفقود زوج کی روپوشی یا فرار کی صورت میں مدعی علیہ کے محض دار القضاء میں حاضر نہ ہونے کی وجہ سے مقدمہ کی کارروائی موقوف نہیں کی جائیگی، بلکہ قاضی مقدمہ کی کارروائی جاری رکھے گا اور فیصلہ کرے گا، ہاں یہ کوشش ضرور کرے گا کہ وکیل مسخر کے ذریعہ حتی الامکان مدعی علیہ کے موقف کی وضاحت دار القضاء کے سامنے ہو جائے۔

اخیر میں امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب مد ظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ کہ نظام قضا اسلام کے اجتماعی نظام کا ایک حصہ ہے جو پوری زندگی پر حاوی ہے نظام قضاء کے ذریعہ نزاعات طے کیے جاتے ہیں، اس کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لیے لوگوں کے مزاج کو بنایا جائے کہ وہ اللہ کے قانون کو ایمانی جذبہ سے قبول کریں، امارت شرعیہ نے دعوت وتبلیغ اور تنظیم وتعلیم کے ذریعہ لوگوں کے مزاج کو بنایا ہے، اسی لیے یہاں کے فیصلوں کو ایمانی جذبے سے مسلمان قبول کرتے ہیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ قاضی کے فیصلوں کو سماجی اعتبار سے تسلیم کروانے کی کوشش کی جائے، آخر میں مولانا جسیم الدین رحمانی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے کلمۂ تشکر پیش کیا اور دار القضاء امارت شرعیہ کی خدمات کا بہت ہی جامع اور موثر تذکرہ کیا بعدہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر یہ نشست اختتام کو پہونچی۔

دوسری نشست

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی دار القضاء کمیٹی کے مذاکرہ علمی کی دوسری نشست ۲۱ر ستمبر۲۰۱۴ء کو ۱۰ بجے صبح قاری امتیاز احمد ویلور کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی، جس میں مولانا عتیق احمد بستوی نے دار القضاء کے لیے ضابطۂ عمل کا خاکہ ومسودہ پیش کیا اور اس کے بعض شقوں میں ترمیم اور الفاظ کی تعبیر کو درست کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ جناب یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈووکیٹ نے کہا کہ جو قاضی مقدمہ کی سماعت کرے اس کو ہی فیصلہ کا بھی اختیار ہونا چاہئے، یہ ہمارے عدالتی نظام کے خلاف عمل ہے کہ سماعت اور شہادت کوئی اور قاضی کرے اور فیصلہ کوئی دوسرا قاضی کرے، اس تجویز سے مفتی نذر توحید صاحب مظاہری اور مفتی اشرف علی باقوی صاحب نے اتفاق کیا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا قاسم صاحب مظفر پوری، قاضی جسیم الدین رحمانی اور مولانا عبد الجلیل قاسمی صاحب ذیلی دار القضاء کی مسلوں کو دیکھ کر امور قضاء کی اہلیت رکھنے والے قضاۃ کی فہرست مرتب کر کے اپنے سفارشی نوٹ کے ساتھ میرے سامنے پیش کریں۔ قاضی عبد الجلیل صاحب نے دار القضاء میں دائر مقدمات کی سماعت اور فیصلوں کے بعد اس کی رٹ پٹیشن وغیرہ سے پیش آنے والی آئینی دشواریوں کا تذکرہ کیا، اور اس سلسلہ کی ایک مطبوعہ تحریر بھی اجلاس کے شرکاء کے درمیان پیش کیا کہ قانونی طور پر اس کو کیسے حل کیا جائے، وکلاء حضرات رہنمائی فرمائیں۔ چنانچہ جناب یوسف حاتم مچھالہ ایڈووکیٹ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈووکیٹ اور جناب عبد القدیر صاحب ایڈووکیٹ، جناب راغب حسن ایڈووکیٹ نے ان نکات کی قانونی حیثیت واضح کی۔ مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا سعود عالم قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی اس بحث میں حصہ لیا، آخر میں یہ نشست صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہ کے صدارتی کلمات اور دعا کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

ان دونوں مجلسوں میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہوئے۔

۱۔	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب	لکھنؤ
۲۔	حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب	پٹنہ
۳۔	جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب ایڈووکیٹ	حیدرآباد
۴۔	مولانا مفتی اشرف علی باقوی صاحب	بنگلور
۵۔	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	حیدرآباد
۶۔	مفتی احمد دیولوی صاحب	گجرات
۷۔	مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب	پٹنہ
۸۔	مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب	پٹنہ
۹۔	مولانا جسیم الدین رحمانی صاحب	پٹنہ
۱۰۔	مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب	پٹنہ
۱۱۔	مولانا بدر احمد مجیبی صاحب	پٹنہ
۱۲۔	مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری	مظفر پور
۱۳۔	مفتی حسین احمد صاحب	سہرسہ
۱۴۔	مفتی نذر توحید مظاہری صاحب	چترا
۱۵۔	مولانا عتیق احمد بستوی صاحب	لکھنؤ
۱۶۔	مولانا خالد رشید فرنگی محلی	لکھنؤ
۱۷۔	مولانا عبیداللہ اسعدی صاحب	باندہ
۱۸۔	مولانا یوسف صاحب	آسام
۱۹۔	مفتی فخرالاسلام صاحب	کولکاتا
۲۰۔	مولانا محمد رفیق قاسمی صاحب	دہلی
۲۱۔	جناب یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈووکیٹ	ممبئی
۲۲۔	جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈووکیٹ	لکھنؤ
۲۳۔	جناب عبدالقدیر صاحب ایڈووکیٹ	الہٰ آباد
۲۴۔	جناب راغب احسن صاحب ایڈووکیٹ	پٹنہ
۲۵۔	مولانا عبدالجلیل صاحب قاسمی	پٹنہ
۲۶۔	مفتی جنید عالم ندوی صاحب	پٹنہ
۲۷۔	مولانا عبدالباسط ندوی صاحب	پٹنہ
۲۸۔	مولانا نورالحق رحمانی صاحب	پٹنہ
۲۹۔	مولانا شکیل احمد قاسمی صاحب	روہتاس
۳۰۔	مولانا نذیر احمد قاسمی صاحب	ارریہ
۳۱۔	قاضی اعجاز احمد صاحب	دملہ
۳۲۔	مولانا انور حسین قاسمی صاحب	رانچی
۳۳۔	مولانا سعود عالم قاسمی صاحب	جمشید پور
۳۴۔	مولانا زاہد حسین قاسمی صاحب	راورکیلا
۳۵۔	مفتی زین الاسلام قاسمی صاحب	دیوبند
۳۶۔	مفتی مصعب قاسمی صاحب	دیوبند
۳۷۔	مولانا مشتاق علی ندوی صاحب	بھوپال
۳۸۔	مولانا اشفاق قاسمی صاحب	اکولہ
۳۹۔	مولانا محمد کامل قاسمی صاحب	دہلی
۴۰۔	مولانا تبریز عالم قاسمی صاحب	دہلی
۴۱۔	مولانا واضح رشید ندوی صاحب	لکھنؤ
۴۲۔	مولانا محمود حسن حسنی ندوی صاحب	لکھنؤ
۴۳۔	مولانا شاہد حسین صاحب	لکھنؤ
۴۴۔	مولانا ابرار حسن ندوی صاحب	رائے بریلی
۴۵۔	مولانا قاری شفیق قاسمی صاحب	کولکاتا
۴۶۔	جناب جاوید اقبال صاحب ایڈووکیٹ	پٹنہ
۴۷۔	جناب ندیم سراج صاحب ایڈووکیٹ	پٹنہ
۴۸۔	جناب شبیر احمد صاحب ایڈووکیٹ	پٹنہ
۴۹۔	جناب ارشاد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ	کولکاتا
۵۰۔	مولانا نعیم الدین چودھری صاحب	آسام
۵۱۔	قاری ابوالحیات صاحب	کولکاتا
۵۲۔	پروفیسر سید منظور احمد صاحب	میسور
۵۳۔	مولانا نسیم رشادی صاحب	میسور
۵۴۔	مولانا عوف صاحب	بنگلور
۵۵۔	قاری امتیاز احمد رشادی	ویلور
۵۶۔	جناب آصف محمود صاحب	جمشید پور

دارالقضاء اور سپریم کورٹ کا فیصلہ

دارالقضاء اور فتویٰ پر کوئی امتناع نہیں

محمد عبدالرحیم قریشی (اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ، حیدرآباد)

سپریم کورٹ کے جسٹس چندرا مولی پرسادا اور پنا کی چندرا گھوش نے دارالقضاء اور فتویٰ کی اجرائی کے تعلق سے ۷/جولائی ۱۴ء کو ایک فیصلہ سنایا اس فیصلہ کے بارے میں میڈیا نے جس طرح کی خبر نشر یا جاری کی اس سے عام تاثر یہ پیدا ہوا کہ دارالقضاء کو سپریم کورٹ نے غیر قانونی قرار دیا ہے۔

جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اب ملک میں دارالقضاء کام نہیں کر سکتے اور قائم نہیں کئے جاسکتے۔ سپریم کورٹ جو بات کہی ہے اس کا مطلب کچھ اور ہے یہ کہ دارالقضاء کے فیصلوں کو عدالت کے فیصلوں کی طرح نافذ نہیں کیا جاسکتا اور کسی کو ان فیصلوں کی تعمیل قانون کی طاقت کے ذریعہ نہیں کروایا جاسکتا۔ اس کو کہتے ہیں بات کا بتنگڑ بنانا۔ ہمارے ملک میں خبر رسانی کرنے والوں میں ان لوگوں کا بڑا حصہ ہے جو ہندوتوا ذہن کے ہیں اور سیکولر ہیں بھی تو وہ مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور تہذیبی انفرادیت کو پسند نہیں کرتے بلکہ ختم کرنا چاہتے ہیں آگر سارا ملک یک رنگی ہوجائے اور مختلف رنگوں کے پھولوں کا گلدستہ نہ رہےتعجب اور انتہائی افسوس اس بات کا ہے کہ میڈیا نے اس حقیقت کو بالکل چھپادیا کہ سپریم کورٹ نے رٹ گزار کی دارالقضاء اور فتویٰ پر پابندی عائد کرنے کی درخواست کو رد کردیا ہے۔ وشوالوچن مدن نامی ایک ایڈوکیٹ نے سپریم کورٹ میں رٹ داخل کر کے یہ درخواست کی تھی دستور کے آرٹیکل 25 میں مذہبی آزادی کے حق سے قطعاً یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ مسلمان سرکاری عدالت کو چھوڑ کر اپنے لئے الگ شرعی عدالتیں یا دارالقضاء قائم کر سکتے ہیں اور دستور کے آرٹیکل 26 میں جہاں مذہبی امور کے اداروں کے قیام کی آزادی کا ذکر ہے وہاں اس سے دارالقضاء جیسے ادارے کی قیام کی آزادی مراد نہیں لی جاسکتی ہے۔ مغلوں کی حکومت کے خاتمہ کے بعد قاضی کا مقدمات میں فیصلے دینے کا اختیار ختم کر دیا گیا لیکن مسلم پرسنل لا بورڈ ملک کے طول و عرض میں دارالقضاء قائم کر رہا ہے اس لئے کہ دارالقضاء کو متوازی عدالت قرار دے کہ غیر قانونی، ناجائز اور غیر دستوری قرار دیا جائے اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، دارالعلوم دیوبند اور دیگر دارالعلوم کو دارالقضاء جاری رکھنے اور قائم کرنے سے منع کر دیا جائے اور ان اداروں سے فتووں کی اجرائی پر بھی امتناع عائد کر دیا جائے سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں وشوالوچن مدن کی اس استدعا کو رد کر دیا ہے اور کہا کہ فتویٰ کی اجرائی پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا چاہے وہ کسی مذہبی مسئلہ میں دیا گیا اور کسی اور مسئلہ میں جب تک کہ اس سے کسی شخص کے ان حقوق پر ضرب نہیں پڑتی جن کی قانون نے ضمانت دی ہے۔ اسی طرح دارالقضاء کے تعلق سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف کے بعض نکات کو پیش کیا ہے۔

سپریم کورٹ کے ان ججس نے البتہ پوری طرح فتویٰ اور دارالقضاء کی کارروائی کے فرق کو محسوس نہیں کیا اور دونوں کو خلط ملط کر دیا۔ اور یہ باور کر کے فیصلہ سنایا کہ دارالقضاء بھی فتویٰ دیتے ہیں رٹ گزار نے فتویٰ کے تعلق سے عمرانہ کے معاملہ میں دارالعلوم دیوبند کے دیے گئے فتویٰ کو ایک مسئلہ بنا کر اٹھایا تھا اس لئے جج صاحبان نے فتوؤں کی اجرائی ہی زیادہ توجہ دی ہے اور کہا ہے کہ ایک غیر متعلقہ شخص کسی اور کے معاملہ کے بارے میں فتویٰ پوچھے تو فتویٰ دینے سے احتراز کیا جائے عمرانہ کے کیس میں فتویٰ کے لئے عمرانہ کے خاندان یا اس کے شوہر کے خاندان کا کوئی شخص رجوع نہیں ہوا تھا بلکہ ایک صحافی نے دارالعلوم دیوبند سے یہ سوال پوچھا تھا یہ پابندی فیصلہ میں دارالقضاء پر پر لگائی گئی ہے حالانکہ دارالقضاء فتوے جاری

نہیں کرتے اور نہ فتوے جاری کرنا دارالقضاء کا کام ہے۔

سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ رٹ گزار وشوالوچن مدن کو عمرانہ کے کیس نے رٹ داخل کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ جس میں اس کے خسر کے اس کے ساتھ زنا کرنے کی وجہ سے دارالعلوم دیو بند نے فتویٰ دیا تھا کہ اب عمرانہ اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہی۔ اس نوعیت کے اور فتووؤں کا ذکر رٹ میں ہے اور فیصلہ میں حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس رٹ میں جج نے حکومت ہند کے موقف کا ذکر کیا ہے کہ دارالقضاء فوجداری جھگڑوں کی سنوائی نہیں کرتا۔ خاندانی اور دیگر دیوانی نوعیت کے نزاعات میں ثالث ومصالحت کا رکی نوعیت سے کام انجام دینا ہے حکومت ہند کی نظر میں دارالقضاء فصل خصوصات کا متبادل نظام ہے جہاں عدالت کے باہر کم خرچ پر اور زیادہ وقت ضائع کئے بغیر تنازعات کا تصفیہ کیا جاتا ہے اس وقت دنیا کے تقریباً ممالک میں عدالتوں میں مقدمات کے بوجھ کو دیکھتے ہوئے فصل خدمات کے متبادل نظام ALTERNATE DISPUTE (RESOLUTON MECHANISM) کی ہمت افزائی کی جاری ہے جس کا مخفف ADR ہے۔ دارالقضاء کو حکومت ہند نے ایسا ادارہ قرار دیا ہے چونکہ دارالقضاء کو اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے کا کوئی قانونی اختیار نہیں ہے اس لئے اس کو متوازی نظام عدالت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اس موقف کا بھی فیصلہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ خاندانی نزاعات کا دارالقضاء دونوں فریقوں کے درمیان تصفیہ کرتے ہیں یہ تصنیہ قرآن اور سنت کے احکامات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور مسلمان اپنے عقیدہ کی وجہ سے ان فیصلوں کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں لیکن اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے کی قانونی طاقت دارالقضاء نہیں رکھتے ان لئے اس کو متوازی نظام عدالت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے یہ بات بھی پیش کی تھی کہ ۱۸۶۴ء کے قاضی ایکٹ کی رو سے قضا کے کام انجام دینے والوں کو طلاق، خلع، ترکہ اور وراثت جیسے تنازعات میں حتیٰ کہ فسخ النکاح کے اختیار کو تسلیم کیا گیا تھا یہ قانون آج تک منسوخ نہیں ہوا ہے اور اس کے ذریعہ بھی دارالقضاء کو نزاعات میں فیصلہ کرنے کا اختیار ملتا ہے۔

۱۸۸۰ء میں جو قاضی ایکٹ بنا اس میں حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کسی مقام کے مسلمان خواہش کریں تو حکومت کسی کو قاضی مقرر کرسکتی ہے مگر اس قاضی کو انتظامی یا عدالتی کوئی اختیار نہیں ہوگا حتیٰ کہ نکاح کے موقعہ پر اس کی موجودگی بھی ضروری نہیں ہے یہ قانون ۱۸۶۴ء کے قانون پر اثر انداز نہیں ہوتا لیکن جج نے بورڈ کے اس استدلال پر کوئی توجہ نہیں ہوگا دی نہ اس کو قبول کیا اور نہ ہی اس کو رد کیا بس فتووؤں پر ہی ساری توجہ مرکوز رکھی۔

اس فیصلہ میں جج نے کہا ہے کہ ایک قاضی یا مفتی کو اپنی رائے کسی پر مسلط کرنے یا قوت کے ذریعہ منوانے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ آزاد ہندوستان میں دستور کی اسکیم کے اندر فتوے کو کوئی قانونی جواز حاصل نہیں ہے جس کے خلاف فتویٰ دیا گیا ہے۔ یا دارالقضاء نے تصفیہ کیا ہے وہ شخص چاہے تو اس نظر انداز کرسکتا ہے اور اس کے لئے عدالت میں آکر فتویٰ یا تصفیہ کو چیلنج کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی فتوے یا تصفیہ کو مسلط کرنے کی کوشش کرے تو یہ عمل خلاف قانون ہوگا۔ دارالقضاء کے بارے میں اس فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ ایسے اداروں کا قیام قابل تعریف ہے مگر ان کو کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ یہ غیر رسمی طور پر انصاف رسائی کا سسٹم ہے تاکہ فریقین کے درمیان امن وہم آہنگی سے تصفیہ کیا جائے یہ فریقین پر منحصر ہے کہ اس کو قبول کریں، نظر انداز کریں یا رد کریں۔ یہی اصل مفہوم ہے سپریم کورٹ کے اس کہنے کا دارالقضاء کو قانونی جواز حاصل نہیں ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بھی یہ نہیں کہا کہ دارالقضاء کوئی قانونی موقف یا قانونی جواز رکھنے والا ادارہ ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ اس کے فیصلوں کو سرکار یا پولیس کے ذریعہ نافذ کیا جاسکتا ہے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جو فیصلہ قرآن اور حدیث کے احکامات کی بناء پر دیا گیا ہے ان کو قبول کرنا مسلمان کے لئے لازم ہے اور اس لئے وہ اس کو قبول کرتے ہیں۔ ان تفصیلات کے بعد یہ بات واضح ہوجائے گی کہ سپریم کورٹ نے دارالقضاء کو غیر قانونی قرار دے کر بند کرنے کی بات نہیں کی ہے اور فتووؤں پر پابندی نہیں لگائی ہے جیسا کہ تاثر اس فیصلہ کی خبر سے پیدا ہونا ہے۔ ۞۞۞

مسلم پرسنل لا کیا ہے؟

(مفتی) محمد خالد حسین نیموی قاسمی (ناظم تعلیمات مدرسہ بدرالاسلام بیگوسرائے)

پرسنل لاء کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالی نے اپنی نازل کردہ آخری کتاب ہدایت قرآن کریم اور نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ انسانیت کی فلاح دنیوی اور سعادت اخروی کے لیے جو قانون عطا فرمایا ہے ،اسے شریعت کہتے ہیں ۔شریعت کے مختلف شعبے ہیں۔شریعت اسلامی کے وہ قوانین جو خاندان کی تشکیل اور خاندانی امور سے متعلق ہیں؛ جو انسانی معاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں ،جو سماجی تعلقات کے آداب واصول بتاتے ہیں، جو خاندان سے وابستہ مختلف افراد کی ذمہ داریاں اور ان کے حقوق طے کرتے ہیں۔مثلا نکاح طلاق ،خلع ،نان ونفقہ،مہر،میراث وغیرہ کے قوانین۔قانون کے اسی حصہ کو اردو میں ''عائلی قانون'' عرب ممالک میں ''الاحوال الشخصیہ'' اور انگریزی میں پرسنل لا (Personal Law) یا فیملی لا (Family Law) کہتے ہیں۔

مسلم پرسنل لا کی اہمیت:

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی صرف انسان ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کا خالق ہے،اس کے مقصد تخلیق ،اسے دی گئی طاقت وصلاحیت اور اس پر عائد کی گئے فرائض و ذمہ داریوں کو وہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔وہ ازل سے لیکر ابد تک،ظاہر سے لیکر باطن تک تمام چیزوں کا علم رکھنے والا ہے۔خود اللہ تعالی کا ارشاد ہے:الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (کیا وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا اور وہ باریک علم رکھنے والا ہے)۔جب بنایا اس نے اور بھرپور علم اس کے پاس ہے تو اسی کو قانوں بننے کا اختیار بھی ہے اور اسی کا بنایا ہوا قانون اور حکم ،اس لائق ہے کہ وہ ساری کائنات پر چلے ۔ارشاد باری تعالی ہے:الا لہ الخلق والامر (الاعراف۵۴) آگاہ رہو اسی کو پیدا کرنے اور حکم دینے کا حق ہے۔ان الحکم الا للہ (الانعام۵۷) حکم تو صرف اللہ ہی کا چلے گا۔

چوں کہ خداوند قدوس کی ذات علیم وخبیر بھی ہے اور سمیع وبصیر بھی ،حاکم وقادر بھی ہے اور عادل ومقسط بھی ۔لہذا اسی کا بنایا ہوا قانون سب کے لیے بہتر،باعث رحمت اور خیر وبرکت کا متقاضی ہے۔شریعت کی شکل میں اس کے نازل کیے ہوئے تمام قوانین بالخصوص معاشرتی قانون پورے معاشرے کے لیے امن وسلامتی،چین وسکون اور صلاح وفلاح کا ضامن ہے۔

ایک مسلمان کے لیے ان احکامات کو ماننا اور اپنی زندگی میں انھیں نافذ کرنا اس کے ایمانی غیرت ودینی حمیت کا تقاضہ بھی ہے اور ملی وجود کو باقی رکھنے معاملہ بھی ہے؛اسی لیے ہر زمانہ میں مسلمانوں نے قانون کے اس حصہ کو اپنے ملی وجود کی علامت کے طور پر اپنے سینہ سے لگائے رکھا اور انھیں احکام کی روشنی میں اپنے آپس کے معاملات حل کرتے وکرواتے رہے۔اس طریقہ کار سے انحراف کی ان کے لیے شرعا کوئی گنجائش بھی نہیں ۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے :ما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم .(الاحزاب۳۶) یعنی اللہ اور رسول کے فیصلہ کے بعد کسی مسلمان مرد وعورت کے لیے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ان احکام ومسائل کے واضح ہونے کے باوجود محمد مصطفیٰ کے لائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر شیطان کے طریقہ کو اختیار کرنا سخت بے توفیقی کی بات اور جہنم میں جانے کا سبب ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولّہ ما تولی ونصلہ جھنم،وساء ت مصیرا (النساء۱۱۵) یعنی جو کوئی رسول کی مخالفت کرے راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور مسلمانوں کے راستہ سے ہٹ کر چلے تو موڑ دیں گے اس کو اسی طرف جس طرف وہ مڑ گیا ہے اور ہم اس کو جہنم میں میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

مسلم پرسنل لا ہندوستان میں:

دیگر اسلامی ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی مسلم پرسنل لا کا نفاذ حکام اور قاضیوں کے ذریعہ ہوا کرتا تھا اس کام کے لیے ہر علاقہ میں باصلاحیت قضاۃ بحال ہوا کرتے تھے۔یہ سلسلہ عہد مغلیہ تک جاری رہا۔انگریزوں کے ہندوستان قابض ہونے کے بعد بھی ایک عرصہ تک نکاح طلاق اور ان جیسے

دوسرے امور کے مقدمات میں انگریزی عدالتیں قاضی، مفتی اور علماء کی مدد لیکر شریعت کے مطابق فیصلہ کرتی رہیں ۔لیکن انگریزوں نے جب ہندوستان میں رائج ہر سسٹم کو بدلنے کی ٹھان لی ۔تو اس کے ضمن میں قبل سے مروج اسلامی قانون کے مختلف شعبوں کو ختم کرنا شروع کردیا اور عدالتوں سے مسلم علماء اور ہندو شاستری کا تعلق بھی ختم کردیا گیا۔۱۸۶۶ء میں سب سے پہلے فوجداری قانون کو ختم کیا گیا، پھر قانون شہادت اور قانون معاہدات کی باری آئی ۔یہاں تک کہ عائلی قوانین اور مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کی بابت انگریزوں نے غور کرنا شروع کیا۔اس کے لیے برٹش گورنمنٹ نے رائل کمیشن (Royal Commission) مقرر کیا۔، غالبا یہ کمیشن مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کی غرض سے چار بار بیٹھا؛ لیکن ہر مرتبہ وہ اسی نتیجہ تک پہنچا کہ مسلم پرسنل لا کا مذہب سے گہرا تعلق ہے ۔لہذا ان قوانین میں تبدیلی کا مطلب ہے براہ راست مذہبی ودینی امور میں مداخلت ۔ جسے مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے ۔چنانچہ انگریزی حکومت پرسنل لاء میں مداخلت سے باز رہی اور اس نے ہندوؤں کے لیے دھرم شاشتر پر اور مسلمانوں کے لیے قانون شریعت پر عمل کے حق کو برقرار رکھا۔لیکن اس کے باوجود وقتا فوقتا انگریزی عدالتوں کی طرف سے شریعت کے خلاف فیصلے بھی صادر ہونے لگے، ان حالات میں اس وقت کے اکابر علماء نے اپنے شرعی حقوق کے لیے زبردست تحریک چلائی۔

مسلم پرسنل لا ایکٹ:

علماء ومشائخ کی متحدہ کوششوں سے ۱۹۳۷ء میں شریعت اپلیکیشن ایکٹ بنا، جس کی رو سے ملک کی عدالتیں نکاح ،طلاق فسخ ،خلع ، ایلاء، مبارات ،ظہار، نان ونفقہ، مہر، حضانت، (حق پرورش) ولایت ،حق میراث ،ہبہ ، وصیت ، وقف، اور شفعہ (ان مسائل کی مکمل تفصیل دفعہ وار انداز میں بورڈ کی طرف سے شائع کردہ مجموعہ قوانین اسلامی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے) کے مقدمات میں اگر مقدمہ کے دونوں فریق مسلمان ہوں ؛ تو شریعت کے مطابق فیصلہ دینے کی پابند ہیں ۔خواہ ان کا عرف ورواج کچھ بھی ہو ،قانون شریعت کو بہر حال عرف ورواج پر بالا دستی حاصل ہوگی (The Rule Of Decision Shall be Shariat)

اس لحاظ سے ہم اس ایکٹ کو مسلم پرسنل لا ایکٹ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ذریعہ دستوری طور پر مسلمانوں کو ان کے پرسنل لا کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے ۔اس ایکٹ میں دیا گیا حق ہمارا قانونی حق ہے، اس کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے ۔ چوں کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق قوانین قرآن کریم اور سنت نبوی پر مبنی ہیں :اس لیے اس میں کسی قسم کی ترمیم قبول کرنا اور کسی اور قانون کو خدائی قانون سے بہتر قرار دینا کفر ہے ۔ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان نہ اسے قبول کرسکتا ہے نہ اس پر راضی ہوسکتا ہے۔

آزاد ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کا تحفظ:

جب ہندوستان آزاد ہوا تو اس ملک کے معماروں نے اس کے لیے جس دستور کو منتخب کیا وہ دستور جمہوریت پر مبنی تھا۔اس دستور کے مطابق مملکت کا کوئی مذہب نہیں رکھا گیا؛ لیکن ہر مذہب کے ماننے والے کو ضمیر اور عقیدہ کی بھر پور آزادی دی گئی ۔اس کے بنیادی حقوق کے زمرے میں دفعہ ۲۵ اور دفعہ ۲۹ بھی ہے، جس میں تمام شہریوں خاص طور پر اقلیتوں کو آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق دیا گیا ہے۔ اسی طرح تمام شہریوں کو جس کی اپنی الگ زبان ،رسم الخط یا ثقافت ہو اسے محفوظ رکھنے کا کا حق دیا گیا ہے ۔ظاہر ہے کہ ان امور نے تمام اقلیتوں کی قانونی پوزیشن کو مستحکم کیا اور مسلمانوں کا یہ حق کہ عائلی معاملات میں قوانین شریعت ک مطابق فیصلے کیے جائیں ؛ مزید مستحکم ہوا اور مذہبی آزادی کے حق کی وجہ سے مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی گارنٹی ملی ۔لیکن سوئے اتفاق کہ مذکورہ دفعات کے ساتھ رہنما اصولوں میں ایک دفعہ ۴۴ بھی ہے، جس میں یکساں سول کوڈ کی بات کہی گئی ہے ۔کچھ بدنیت افراد نے یکساں سول کوڈ کا سہارا لے کر ہمیشہ مسلم پرسنل لا کو مخدوش کرنے اور اس کی عمارت میں سیندھ مارنے کی کوشش کی ہے ، گویا کہ یکساں سول کوڈ کی تلوار ہمیشہ مسلم پرسنل لا پر مسلط رہتی ہے ۔دوسری طرف وقفے وقفے سے مختلف عدالتوں سے ایسے فیصلے صادر ہوتے رہتے ہیں جو مسلم پرسنل لا کے بالکل برعکس ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ شریعت میں کھلے عام مداخلت کی راہ ہموار ہوتی ہے ؛ اس سے مسلمانوں کی مذہبی آزادی کی برملا خلاف ورزی ہوتی ہے ۔ضرورت ہے آئین ہند میں دیے گئے اپنے حقوق خاص طور پر مسلم پرسنل لا کے سلسلہ میں بیداری پیدا کی جائے اور مسلم پرسنل کے تحفظ اور اس کے دفاع کے لیے ۱۹۷۲ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بوڈ کے نام سے جو نمائندہ ادارہ قائم کیا گیا تھا اور جو مستقل پرسنل لا کے تحفظ کے لیے مستعد ہے اس کے ہاتھ کو مضبوط کیا جائے ،اور اس کے ذریعہ چلائے جا رہے آئینی حقوق بچاؤ تحریک کو تعاون دے کر کامیاب بنایا جائے اور بھر پور تحریک کے ذریعہ پرسنل لاء سے متعلق قوانین کو کوڈی فائی کروایا جائے ۔اور اس میں کسی قسم کی مداخلت کے خلاف سینہ سپر رہا جائے۔ ۞۞۞

مہر-احکام ومسائل

مفتی محمد سراج الدین قاسمی

مہر کی تعریف:

نکاح کی صورت میں چونکہ عورت مرد کے ماتحت آتی ہے، اور اس کو اس پر حق زوجیت حاصل ہوتا ہے، ان نعمتوں کے بدلے مرد پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، انہیں میں سے ایک مہر ہے، یعنی مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی مہر ادا کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ آتوا النساءَ صدقاتهنَّ نحلة (نساء :۴)

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو

مہر کی مقدار:

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے، جس کا وزن ساڑھے سات ماشہ (۳۰ رگرام ۶۱۸ ملی گرام) چاندی یا اس کی قیمت، یا اس کی قیمت کی کوئی اور چیز ہے، زیادہ کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے، اگر مرد نے ادا نہیں کیا اور وفات پا گیا تو اس کے ترکہ سے سب سے پہلے مہر کی مقدار نکال کر عورت کو دیا جائے گا، پھر ترکہ ورثہ کے درمیان تقسیم ہوگا، (الا یہ کہ عورت بخوشی بلا کسی جبر و اکراہ اور شرما حضوری کے معاف کردے)، اس لئے بہتر یہ ہے کہ مہر کی مقدار اتنی ہی متعین کی جائے کہ مرد بآسانی عورت کو ادا کر سکے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عورت کا مبارک ہونا یہ ہے کہ اس کی منگنی کا پیغام جلد آئے اور اس کا مہر کم ہو۔ (مسند احمد:۲۳۳۸)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

ألا لا تغالوا صدقة النساء فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوىٰ عند الله عز و جل لكان أو لاكم بها نبي الله، ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئاً من نسائه، و لا أنكح شيئاً من بناته على أكثر من ثنتي عشرة أوقية . (ترمذی، النکاح: ۱۰۳۳)

سنو! مہر زیادہ نہ رکھو، اس لئے کہ مہر میں زیادتی اگر دنیا میں عزت و شرافت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی، تو نبی کریم ﷺ اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے، مجھے نہیں علم کہ نبی کریم ﷺ نے کسی عورت سے اپنا نکاح، یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو۔

مہر فاطمی کی مقدار:

مہر فاطمی کے سلسلہ میں مختلف روایات ہیں، صحیح روایت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے دیگر صاحبزادیوں کی طرح حضرت فاطمہؓ کا مہر بھی ساڑھے بارہ اوقیہ ہی رکھا تھا۔

موجودہ دور کے لحاظ سے مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام، نو سو ملی گرام چاندی ہے۔ (الأوزان المحمودہ ص:۱۰۰)

مہر کب ادا کیا جائے؟

مہر چونکہ شوہر کے ذمہ عورت کا قرض ہوتا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ پورا مہر نکاح کے وقت ہی دیدیا جائے، ورنہ کچھ رقم عقد نکاح کے وقت ضرور ادا کردی جائے۔

بعض حضرات کے نزدیک عقد نکاح کے وقت ہی کل مہر ادا کرنا واجب ہے۔

اکثر فقہاء کے نزدیک مسنون ہے کہ نکاح کے وقت کل مہر یا مہر کی رقم کا کچھ حصہ ادا کردیا جائے، کیونکہ جب آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا، حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس جانے لگے تو حضورؐ نے فرمایا: پہلے کچھ مہر اس کو دیدو۔ (بقیہ صفحہ ۳۲ رپر)

کارروائی اجلاس مجلس عاملہ بورڈ جلگاؤں (مہاراشٹر)

مرتب: رضوان احمد ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس، جلگاؤں (مہاراشٹر) میں ۳۱؍مئی ۲۰۱۴ء بروز سنیچر بوقت بعد نماز مغرب محلّہ کاٹیا فائل کے انٹرنیشنل ہال میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل ارکان نے شرکت فرمائی۔

۱۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب صدر بورڈ — لکھنؤ
۲۔ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ — حیدرآباد
۳۔ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ — مونگیر
۴۔ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ — حیدرآباد
۵۔ جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن بورڈ — دہلی
۶۔ مولانا اسرار الحق قاسمی صاحب — دہلی
۷۔ مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب — دہلی
۸۔ جناب کمال فاروقی صاحب — دہلی
۹۔ جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ — لکھنؤ
۱۰۔ مولانا عتیق احمد بستوی صاحب — لکھنؤ
۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد سعود عالم قاسمی صاحب — علی گڑھ
۱۲۔ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب — پٹنہ
۱۳۔ جناب محمد رحیم الدین انصاری صاحب — حیدرآباد
۱۴۔ مولانا حافظ سید اطہر علی صاحب — ممبئی
۱۵۔ محترمہ پروفیسر مونسہ بشریٰ عابدی صاحبہ — ممبئی
۱۶۔ ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ — حیدرآباد

کارروائی کا آغاز مولوی ابوسحبان ندوی بھٹکلی (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی قرأت کلام پاک سے ہوا اجلاس کے آغاز پر جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ نے بتایا کہ پچھلے دنوں ارکان بورڈ مولانا احمد علی قاسمی صاحب، مولانا محمد ولی اللہ رشادی صاحب، مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی صاحب، مولانا عبدالسلام رحمانی صاحب اور مولوی عاصم علی سبز واری صاحب کا انتقال ہوا ہے۔ ان کی جدائی پر ہم مغموم ہیں علاوہ ازیں دیگر شخصیات میں حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلوی صاحب امیر تبلیغ، ڈاکٹر سید مسعود اشرف صاحب علی گڑھ اور مولانا فرید الزماں کیرانوی صاحب نے داغ مفارقت دیا ہے اور سیدنا برہان الدین صاحب پیشوا فرقہ اسمٰعیلی بواہیر کے انتقال پر ملال پر اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ مرحوم نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے امور میں تعاون فرمایا اور اسی وجہ سے فرقہ بواہیر کے اصحاب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مہمات میں شریک ہوتے رہے۔ صدر اجلاس حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

اجلاس نے سابقہ اجلاس کی کارروائی کی توثیق کی۔

ایجنڈہ کے مطابق کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے اجلاس کو بتایا کہ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں طلاق کے لئے تحکیم کے مرحلہ کو شرط لازم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے بغیر طلاق دی جائے تو وہ معتبر نہیں ہوگی۔ اس مسئلہ کے شرعی پہلو کی وضاحت کے لئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ سے خواہش کی گئی۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اجلاس کو بتایا کہ اس مسئلہ پر وہ تفصیلی نوٹ کنوینر قانونی کمیٹی جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب کو روانہ کر چکے ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان شقاق پیدا ہو تو شوہر کے خاندان سے چند اصحاب کو اور بیوی کے خاندان سے چند اصحاب کو حکم مقرر کیا جائے اور یہ اصحاب دونوں کے درمیان جو شقاق اور تلخیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے فرمایا کہ اگر اختلافات کی وجہ سے طلاق کی نوبت آرہی ہو تو یہ بہتر اور مستحسن طریقہ ہے لیکن لازمی شرط نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پر قرآن نازل ہوا اس کو لازم قرار نہیں دیا، صحابہ کرامؓ کے کئی واقعات آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے مگر آپ نے پہلے تحکیم کے مرحلہ سے گزرنے کے لئے نہیں فرمایا۔ اس طرح اس طلاق کو معتبر تسلیم کرنے کے لئے لازمی قرار دینا غلط ہے۔

جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی اس وضاحت کے بعد اجلاس کو بتایا کہ سپریم کورٹ نے دانیال لطیفی

کیس اور اس کے بعد شبانہ بانو کیس اور دیگر میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسلم مطلقہ کا اگر کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو تو اس کا شوہر اس کا پابند ہے کہ اس کے دوسرے عقد تک اور بصورت دیگر تاحیات نفقہ ادا کرے۔ عدالت کا یہ حکم شریعت کے خلاف ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی یہ کوشش رہی ہے کہ اگر سپریم کورٹ میں ایسا ہی کوئی کیس آئے تو اس میں فریق یا مداخلت کار بن کر ان فیصلوں پر دوبارہ غور کروائے اور شریعت کے حکم کو بحال کروائے۔ حیدرآباد سے ایک کیس کی اپیل بھی داخل کروائی گئی لیکن سپریم کورٹ نے اس کو سماعت کے لئے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس لئے یہ رائے ہوئی کہ قانون مسلم مطلقہ میں ترمیم کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ جناب عبدالقدیر صاحب ایڈوکیٹ رکن بورڈ کے ذمہ ترمیمات کی تجویز مرتب کرنے کا کام تفویض کیا گیا۔ موصوف نے اپنی تجاویز بھیج دی ہیں مگر الیکشن کے بعد پارلیمنٹ کی جو ہیئت ترکیبی اس وقت ہے اس میں پارلیمنٹ سے کوئی ترمیم منظور کروانا تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے دوبارہ سپریم کورٹ جانے، غور مکرر کروانے کے لئے سپریم کورٹ میں جب بھی نفقہ مسلم مطلقہ کا کوئی کیس آئے بورڈ اپنے طور پر اس مسئلہ کو لے کر سپریم کورٹ میں رجوع ہو۔ جناب کمال فاروقی صاحب کے اس سوال پر کہ کیا لیگل کارروائی ہورہی ہے اجلاس کو بتایا گیا کہ بورڈ اپنے طور پر اس مسئلہ کو لے کر سپریم کورٹ میں رجوع نہیں ہوسکتا اس لئے اس پر نظر رکھی جائے گی کہ کوئی نفقہ مطلقہ کا کیس سپریم کورٹ آئے تو ہم رجوع ہوں او ر یہ بھی کوشش ہوگی کہ کسی ریاستی ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا ہو تو بورڈ کوشش کرے کہ اس کی اپیل سپریم کورٹ میں آئے اور پھر فریق یا مداخلت کار بن کر عدالت سے پہلے فیصلوں پر غور مکرر کروائے۔ مولانا عتیق احمد صاحب نے بھی اظہار خیال کیا۔ جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ صاحب نے تجویز پیش کی کہ صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری کو مجاز گردانا جائے کہ سپریم کورٹ میں جب بھی اس طرح کا مقدمہ آئے تو بورڈ اس میں مداخلت کرے۔ اجلاس نے اس تجویز کو منظور کیا۔

جناب کمال فاروقی صاحب نے انسداد فرقہ وارانہ تشدد بل کے مسئلہ پر کہا کہ یہ بورڈ کے مقاصد اور دائرہ کار میں نہیں آتا۔ گو ایسے مسائل پر بات کی جاسکتی ہے۔ مگر ان کے سلسلہ میں بورڈ کو کوئی نمائندگی وغیرہ نہیں کرنی چاہئے او ر یہ پروگرام اور ایجنڈہ کا جز نہیں بنانا چاہئے۔ بورڈ کا مقصد صرف اور صرف شریعت کا تحفظ ہے۔ جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ نے کہا کہ اس موضوع پر بورڈ میں کئی مرتبہ گفتگو ہوچکی۔ اس لئے پھر اس موضوع کو چھیڑنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ رائے بن چکی تھی کہ شریعت سے متعلق مسائل کے ساتھ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت سے متعلق معاملہ میں بھی غور و نمائندگی اور کوشش ہو۔ اس وقت کی حکومت نظریاتی طور پر اگر چہ اس کی تائید میں نہیں ہے مگر اس تعلق سے دباؤ بنانا چاہیے اور مطالبہ کرتے رہنا چاہیے، مولانا محمد اسرارالحق قاسمی صاحب (ایم پی) نے کہا کہ انسداد تشدد بل بورڈ کے دائرہ میں آتا ہے اس لئے بورڈ کا ایک وفد حکومت سے ملاقات کرے اور قوت سے نمائندگی کی جائے۔ مولانا محمد سعود عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ بورڈ پر اس وقت ملک کی نگاہیں جمی ہیں عمومی رہنمائی بورڈ کرتا رہا ہے انسداد تشدد بل پر بورڈ کو عملی قدم بھی اٹھانا ہے اس مسئلہ کو وسیع پیمانے پر موجودہ حکومت کے سامنے رکھا جائے اس سے مسلمانوں میں خود اعتمادی بھی پیدا ہوگی تحریک نہ چلائی جائے نہ نمائندگی کی جائے۔ مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ نے کہا کہ بورڈ کے اعتبار و وقار کی وجہ سے کبھی کبھی دوسرے مسائل بھی آجاتے ہیں۔ انسداد تشدد بل کے تعلق سے بورڈ نے قدم اٹھایا ہے اس مسئلہ کو اور اس جیسے مسئلہ کو ملک کے نئے رہنماؤں کے سامنے رکھنا چاہیے۔ یہ کام بورڈ کے دائرہ میں رہتے ہوئے وقار کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے درد کی چارہ جوئی کی جائے۔ مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے کہا کہ موجودہ حکومت یکساں سیول کوڈ اور دفعہ ۳۷۰ کے لئے فضا سازی شروع کررہی ہے اس لئے تشدد بل، طلاق سے قبل تحکیم وغیرہ سے متعلق حکومت سے ملاقات کرنی چاہئے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ جو مسائل براہ راست بورڈ سے متعلق ہیں۔ ان پر حکومت سے گفتگو کی جائے البتہ نمائندگی کے وقت دوسرے موضوعات بھی رکھے جائیں اور سیکولر پارٹیوں کو بھی ساتھ لینے پر غور کیا جائے۔ ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ نے کہا کہ موجودہ سیاسی حالات میں اپنی شناخت کی بقا کا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ شریعت کا تحفظ، دینی تعلیم میں عدم مداخلت ایسے مسائل کے تعلق سے عوام میں بیداری پیدا کی جائے۔ اصلاح معاشرہ کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے طلاق کا بے جا استعمال بڑھتا جارہا ہے۔ بورڈ ایک واضح موقف اختیار کرے اور ایک ایکشن پلان بنائے۔ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے کہا کہ انسداد فرقہ وارانہ تشدد بل کے تعلق سے بی جے پی کا موقف واضح ہے وہ اس کی سخت مخالف ہے۔ کئی ماہ قبل جب بورڈ کے وفد کی مسز سونیا گاندھی سے ملاقات ہوئی تھی جس میں مولانا محمد ولی رحمانی صاحب بھی شریک تھے تو مسز سونیا گاندھی نے بتایا تھا کہ بی جے پی نے یہ دھمکی دی تھی کہ بل کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی صورت میں وہ سارے ملک میں اس کے خلاف مہم اور احتجاج منظم کرے گی۔ اس لئے نمائندگی بے سود ہوگی۔ جو قانون وقف ۲۰۱۳ء میں منظور ہوچکا ہے اس میں چند نقائص ہیں لیکن اتنے اہم نہیں ہیں، یونیفارم سیول کوڈ بی جے پی کے مینی فیسٹو میں شامل ہے۔ موجودہ حکومت اس کے خلاف کسی نمائندگی کو

اہمیت نہیں دے گی۔اس کے لئے ہم کو مسلمانوں میں عزم وارادہ پیدا کرنا پڑے گا کہ وہ شریعت سے قطعاً دست بردار نہیں ہوں گے اور ساتھ ہی ہندو برادران وطن کو اس ایکٹ سے جو نقصان پہنچے گا اس سے واقف کرایا جائے۔ کیونکہ ان میں مختلف ذاتوں، گروہوں اور علاقوں میں مختلف رواجات ہیں اور رواج کو قانون پر فوقیت حاصل ہے۔اس طرح ان کے درمیان یکسانیت نہیں ہے یکسانیت کو مسلط کرنے سے ان کے پشت ہاپشت سے چلے آرہے رواجات کا خاتمہ ہوگا۔ ہندو برادرن وطن کے ایک بڑے حصہ کو یونیفارم سیول کوڈ کے خلاف کھڑا کیا جاسکتا ہے۔اس کام پر ہم توجہ دیں اور آئندہ چھ ماہ تک کوئی نمائندگی حکومت سے نہ کی جائے، اس دوران یکساں سیول کوڈ کے خلاف عوام کا ذہن بنایا جائے۔صدر محترم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے فرمایا کہ چھ ماہ تک حکومت کیا کرتی ہے اس پر نظر رکھی جائے اور اس دوران ہم ہندو برادران وطن سے اپنے تعلق وربط کو قائم کریں اور آگے بڑھائیں۔ان برادران وطن میں ہمارے تعلق سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ہم ایک دوسرے کے قریب آئیں تو یہ غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی ایک دوسرے کو سمجھیں گے یہ بہت ضروری ہے۔ بورڈ بہت پہلے یکساں سول کوڈ بنانے اور نافذ کرنے کے بارے میں کہہ چکا ہے کہ ہندوستان مختلف مذاہب کا ملک ہے، سب کا سول کوڈ الگ الگ ہے، اسلئے یہاں کوئی یکساں سول کوڈ عوام کے لئے نا قابل قبول ہے اور نا قابل عمل ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے دارالقضا میں دائر مقدمات کی کارروائی کے ضابطہ عمل کا مسودہ اجلاس کے غور کے لئے پیش کیا جس پر مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ حسابات قاضی کی ذمہ داری نہ ہو یہ کام انتظامیہ کے سپرد کیا جائے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ فیصلے کی زبان کیا ہو۔مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ قاضی ملکی قوانین سے ضروری حد تک واقف ہو۔اگر مقدمہ سرکاری عدالت میں ہوتو یہ مقدمہ اٹھالینے کے بعد دارالقضاء ان کی درخواست قبول کرے۔مولانا سید اطہر علی صاحب نے کہا کہ سنوائی سے پہلے فریقین سے یہ عہد و پیمان لیا جائے کہ ہم دارالقضاء کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ جناب کمال فاروقی صاحب نے کہا کہ قاضی کو فون پر فریقین سے گفتگو کرنے سے منع کیا جائے۔مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کہا کہ قاضی مسل کی ترتیب درست رکھے کہ مسل دیکھنے سے کی گئی کارروائی مکمل طور پر سمجھ میں آسکے قاضی ملکی قوانین کو بھی پیش نظر رکھے اور غور کرے۔دارالقضاء کا کام شرعی پنچایت کی طرح کا نہ ہو۔ محمد عبدالرحیم قریشی نے کہا کہ ایک فریق اور اس کے گواہوں کے بیانات فریق مخالف کی موجودگی میں قلمبند کئے جائیں۔آجکل دنیا میں متبادل انتظام فصل خصوصات (ADR)Alternate Dispute Resolution Mechanism عام طور پر رواج پا رہا ہے اور نئی حکومت کے انتخابی منشور میں بھی اس کی حوصلہ افزائی کی بات کہی گئی ہے۔تاہم فسخ نکاح کی کارروائی سے فریق مخالف کی عدم حاضری میں فیصلہ سے احتراز کیا جائے ضابطہ عمل دفعہ وار مرتب ہونا چاہیے۔مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے مزید کہا کہ دارالقضا کسی فریق کی درخواست کو ہی قبول کرے۔ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ نے کہا کہ عوام میں دارالقضا کے ذریعہ مسائل کو حل کرانے کا رجحان پیدا کیا جائے اور اس کے لئے وسیع پیمانے پر تشہیر کی جائے چند فیصلوں کو اخبارات کے ذریعہ عوام کے سامنے لایا جائے۔ مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے کہا کہ ضابطہ عمل کے مسودہ پر آپ حضرات کی بڑی اہم اور گرانقدر رائے سامنے آئی ہے جو نوٹ کر لی گئی ہے انشاء اللہ اس کو مزید بہتر بنانے کی کوشش ہوگی۔ پٹنہ میں کمیٹی ایک نشست رکھی جائے گی جسمیں غور کرنے کے بعد اگلی عاملہ کی میٹنگ میں قطعیت دی جائے گی۔

دس بجے شب صدر بورڈ کی دعا پر اجلاس عاملہ کی پہلی نشست اختتام کو پہنچی۔

دوسری نشست:

اجلاس عاملہ کی دوسری نشست یکم جون ۲۰۱۴ء صبح ۹ ربجے منعقد ہوئی۔ جس میں مذکورہ ارکان عاملہ کے ساتھ ساتھ حسب ذیل مدعوئین کرام نے شرکت فرمائی۔

مدعوئین کرام

۱۔	جناب ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب	دہلی
۲۔	جناب مولانا امین عثمانی ندوی صاحب	دہلی
۳۔	مولانا محمد رفیق قاسمی صاحب	دہلی
۴۔	قاضی محمد کامل قاسمی صاحب	دہلی
۵۔	وقارالدین لطیفی صاحب	دہلی
۶۔	جناب شیخ حسین بدری صاحب	ممبئی
۷۔	ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی صاحب	ممبئی
۸۔	جناب بلال اے شیخ صاحب	تھانے
۹۔	جناب ابراہیم خلیل عابدی صاحب	ممبئی
۱۰۔	جناب انجم علی باپے صاحب	تھانے
۱۱۔	مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی صاحب	اورنگ آباد
۱۲۔	مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی صاحب	اورنگ آباد

۱۳۔ مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب	مالیگاؤں
۱۴۔ مولانا عبدالحمید ازہری ندوی صاحب	مالیگاؤں
۱۵۔ مولانا سراج احمد قاسمی صاحب	ناگپور
۱۶۔ جناب عبدالوہاب عبدالشکور پاریکھ صاحب	ناگپور
۱۷۔ جناب الحاج عبدالغفار ملک صاحب	جلگاؤں
۱۸۔ مولانا محمد اشفاق قاسمی صاحب	اکولہ
۱۹۔ جناب محمد عبدالرشید انجینئر صاحب	پربھنی
۲۰۔ مولانا نظام الدین فخر الدین صاحب	پونہ
۲۱۔ حافظ محمد تقی صاحب	اجین
۲۲۔ مولانا قاضی سید مشتاق علی ندوی صاحب	بھوپال
۲۳۔ جناب پروفیسر اے حلیم خان صاحب	اندور
۲۴۔ مولانا رحمت اللہ قاسمی صاحب	برہانپور
۲۵۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب	پٹنہ
۲۶۔ مولانا رضوان احمد ندوی صاحب	پٹنہ
۲۷۔ مفتی وصی احمد قاسمی صاحب	پٹنہ
۲۸۔ مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب	پٹنہ
۲۹۔ مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی ندوی صاحب	لکھنؤ
۳۰۔ مولانا محمود حسن حسنی ندوی صاحب	لکھنؤ
۳۱۔ جناب شاہد حسین خانصاحب	لکھنؤ
۳۲۔ مولانا محسن عثمانی ندوی صاحب	حیدرآباد
۳۳۔ مولانا محمد حسام الدین ثانی جعفر پاشا صاحب	حیدرآباد
۳۴۔ قاضی محمد انوار قاسمی صاحب	رانچی
۳۵۔ محترمہ عظمیٰ عالم صاحبہ	کولکاتا

اس کا آغاز صدر بورڈ کی ناسازئی مزاج کی وجہ سے جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری کی نگرانی میں مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ کارروائی سکریٹری بورڈ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے چلائی۔

جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ نے بابری مسجد مقدمہ کی سپریم کورٹ میں اپیل اور انہدام مسجد کے رائے بریلی اور لکھنؤ کی فوجداری عدالتوں میں سماعت کی پیش رفت پر رپورٹ پیش کی۔ (ضمیمہ ۱) ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب نے کہا کہ میڈیا کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ مندر کی تعمیر کے لئے فضا سازی ہو چکی ہے اور قانون سازی کے سلسلہ میں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔ ایسی صورت میں اب وقت بہت کم ہے۔ عدالتوں میں جلد کارروائی کے لئے CBI پر دباؤ ڈالا جائے۔ آئندہ چھ ماہ کے اندر دستور میں تبدیلی پر غور کیا جانے والا ہے۔ اس تعلق سے ہم کو باخبر رہنا چاہیے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ بورڈ کی بابری مسجد کمیٹی کی میٹنگ جلد طلب کی جائے۔ جناب ظفریاب جیلانی صاحب نے کہا کہ قانون سازی اور دستور کے سلسلہ میں سیکولر پارٹیوں سے بات چیت ہونا چاہیے۔ اور اس طرح سیکولر ذہن والے قائدین سے ربط پیدا کیا جائے۔ رائے بریلی اور لکھنؤ میں چل رہے مقدمات کے بارے میں انھوں نے اصرار کیا کہ اس میں Intervene کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔ طے کیا گیا کہ جب ضرورت محسوس کریں ظفریاب جیلانی صاحب صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری سے رجوع ہوں اور اتفاق کرلیں تو Intervene کیا جائے۔ مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے دارالقضاء کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ اس وقت آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحت (۳۸) دارالقضاء قائم ہیں اور کام انجام دے رہے ہیں (رپورٹ ضمیمہ ۲)

صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب ساڑھے دس بجے دن تشریف لائے اور کارروائی ان کی صدارت میں جاری رہی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ جو تجاویز پیش کی گئی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب نے کہا کہ بعض دارالقضاء کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ نے قائم کیا ہے۔ جناب عتیق احمد بستوی صاحب نے وضاحت کی کہ پونا میں جو دارالقضا ہے وہ بورڈ اور امارت کے اشتراک سے قائم ہوا ہے اس تعلق سے کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ محترمہ مونسہ بشریٰ صاحبہ نے دریافت کیا کہ دارالقضا کے خلاف جو رٹ سپریم کورٹ میں فائل ہوئی تھی اس کا کیا ہوا۔ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے بتایا کہ فیصلہ دارالقضا کی تائید میں ہونے کی توقع ہے اور اس کیس کی بحث مکمل ہو چکی ہے، ججوں نے اس کا فیصلہ محفوظ کرلیا ہے۔ وشوالوچن مدن کی رٹ سپریم کورٹ نے خارج کردی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے تفہیم شریعت کمیٹی کی رپورٹ (ضمیمہ ۳) اور مجموعہ قوانین اسلامی سے متعلق رپورٹ (ضمیمہ ۴) پیش کی۔ مولانا محمد سعو عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ مجموعہ قوانین اسلامی کا انگریزی ترجمہ بہت ضروری اور اہم ہے اس کی جلد تکمیل کی کوشش ہونی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ تفہیم شریعت کا کام وکلاء میں، بار ایسوسی ایشنس میں ہونا چاہیے سپریم کورٹ اور

دیگر کورٹس کے وکلاء کے فون نمبرس جمع کئے جائیں تا کہ ان سے ربط پیدا کیا جاسکے۔کمال فاروقی صاحب نے سوشیل میڈیا اورویب سائٹ پر زوردیا اورکہا کہ مجموعہ قوانین اسلامی کی C-D تیار کی جائے اوراس کوسوشیل میڈیا کے ذریعہ باہر بھی پیش کیا جائے۔مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ تفہیم شریعت کا پروگرام جمشید پور کے بعد بہار کے تمام اضلاع میں چل رہا ہے۔خواتین کے پروگرام بھی ہورہے ہیں قاضی مشتاق علی ندوی صاحب (بھوپال) نے کہا کہ دارالقضا بھوپال کی جبل پور ہائیکورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ میں دائر ہوچکی ہےاس میں بورڈ کےتعاون کی ضرورت ہے۔عام طور پر ذہن یہ ہے کہ طلاق دینے کے لئے تین طلاق کہنا ضروری ہےحالانکہ ایک طلاق سے بھی علیحدگی ہوسکتی ہےاس تعلق سے بھی عام مسلمانوں کی ذہن سازی ضروری ہے۔اصلاح معاشرہ کے پروگرام میں اس کوشامل کیا جائے۔جناب عارف مسعود صاحب نے کہا کہ اصلاح معاشرہ کے کام کوآگے بڑھانا چاہئے۔جبل پور میں تفہیم شریعت کا پروگرام رکھا جائے وہ اس کی ذمہ داری لینے پرآمادہ ہیں۔

مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے کہا کہ آئینی حقوق بچاؤ تحریک کےتحت ملک کےمختلف مقامات کے دورے ہوئے، جلسے ہوئے، ان کا اثر محسوس کیا گیا۔لازمی اسکولی تعلیم کے قانون (RTE) میں ہماری تجویز کے مطابق ترمیم ہوئی۔وقف کا نیا قانون بنا۔اس میں مزید ترمیم کی ضرورت ہے کیسے کروائی جائے غور کیا جائے۔اقلیتی امور کے وزیر نے اوقاف پرنا جائز قبضوں کے انخلا کے لئے قانون سازی میں کمزوری دکھائی اور لیت ولعل سے کام لیا۔ڈائرکٹ ٹیکس کوڈ بل بھی منظور نہ ہوسکا کیونکہ مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کو اس پر اعتراض تھا جن کے بڑے بڑے اور بھی بڑی آمدنی والے منادر ہیں۔جناب کمال فاروقی صاحب نے کہا کہ ڈائرکٹ ٹیکس کوڈ بل بجٹ اجلاس کے موقعہ پر لایا جاسکتا ہے۔جناب محمد ادیب صاحب نے کہا مٹھوں اورشنکرآچاریوں کوساتھ لے کر چلیں تو بل کمزور پڑسکتا ہے۔

انھوں نے کہا کہ متبنیٰ کے مسئلہ پر سپریم کورٹ کا فیصلہ مبہم ہے اوراس پر جو بیانات اخبارات میں آئے وہ متضاد ہیں اس پر غور ہونا چاہیے۔محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے بتایا شبنم ہاشمی نامی سماجی کارکن نے رٹ داخل کرتے ہوئے ان کی گودلی ہوئی لڑکی کوان کی اوران کے شوہر کی بیٹی تسلیم کرنے کی حکومت ہند کو ہدایت جاری کرنے کےعلاوہ انھوں نے سپریم کورٹ سے یہ استدعا کی تھی کہ تنظیم اقوام متحدہ کی ایک قرارداد کی متابعت میں حکومت ہند کو ہدایت بھی دے کہ متبنیٰ لینے کا ایسا قانون بنائے جس کےتحت ہر مذہب کے ہندوستانیوں کوکسی کوگود لینے یعنی متبنیٰ بنانے کا حق ملے۔آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس رٹ میں فریق بننے کی درخواست دی تھی جس کوقبول کرلیا۔بورڈ کی جانب سےشریعت کےموقف کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا سپریم کورٹ میں جسٹس P. SATHASIVAM، RANJAN GOGOI، SHIVA KIRTI SINGH پر مشتمل اجلاس نے حکومت ہندکوقانون سازی کے لئے ہدایت جاری کرنے کی استدعا کورد کردیا کہ شریعت میں ممانعت کی وجہ سےسب پر لاگو ہونے والا قانون نہیں بنایا جاسکتا البتہ شبنم ہاشمی صاحبہ نے جس لڑکی کوگودلیا ہے وہ قانوناً ان کی بیٹی ہے کیونکہ انھوں نے جووینائل جسٹس ایکٹ کےتحت رسکیو ہوم سے اس لڑکی کوحاصل کیا اس قانون میں کوئی مذہبی قید نہیں جیسے کہ اسپشل میرجس ایکٹ کےتحت ایک مسلمان جوڑا بھی شادی کرسکتا ہے جس کوتسلیم کیا جاتا ہے۔یہ کیس بھی اسی نوعیت کا ہے اس فیصلہ میں ججس نے یونیفارم سیول کوڈ کی تدوین کی بات بھی کہی ہے کمال فاروقی صاحب نے کہا کہ اس کا جائزہ لیگل کمیٹی میں لیا جائے جس کی جلد میٹنگ بلائی جائے اس میں نیاز احمد صاحب ایڈوکیٹ کوشامل کیا جائے جنھوں نے اس فیصلہ کا مدلل تجزیہ کیا ہے۔پھر حکمت عملی کے ساتھ قدم اٹھایا جائے۔جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ نے کہا کہ یہ فیصلہ ۱۹؍فروری کوآیا ہے۔اورجس قانون کےتحت مسلمان کے لئے گود لینے کو جائز قرار دیا گیا ہے وہ پہلے سے موجود ہے۔

مولانا ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ یکساں سیول کوڈ کا مسئلہ چھڑ چکا ہے، عدالت سے لے کر میڈیا تک بات یہی چل رہی ہے۔قوم کو مشتعل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا جائے۔فکری طور پرآنے والے سیلاب کوروکا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب نے کہا کہ اشوک سنگھل نے کہا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں قلم ہوگا اور ہندوستان کا دستور ہوگا۔مختلف وزراء اور دانشوروں کے ذریعہ اس بات کوآگے بڑھایا جارہا ہے۔جن جن کے پرسنل لا ہیں ان سے رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔عیسائیوں اوران کے پادریوں سے تعلق بڑھانا چاہیے۔مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ یکساں سیول کوڈ کے خلاف مہم منظم کرنے اور مختلف سمتوں میں جدوجہد کرنے کا کام آئینی حقوق بچاؤ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب نے کہا کہ خطرات جب بڑھتے ہیں تو ہم میں اتحاد قائم ہوتا ہے ملت میں اتحاد کے لئے یہ بہت اچھا موقعہ ہے۔پروفیسر محسن عثمانی صاحب نے کہا کہ آج کے حالات ۱۸۵۷ء کی طرح کے ہیں اب ہم کو دینی مدارس کا انداز بدلنا چاہیے دینی مدارس کے فارغین، غیر مسلموں کے جذبات واحساسات سے صرف واقف نہ ہوں بلکہ

ان سے ان کی زبان اوران کے محاورے میں بات کرنے کے اہل ہوں بہرحال ہم کو نئی نسل کو تیار کرنا ہے۔ ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ نے کہا کہ ملی اتحاد کے ساتھ لائحہ عمل سامنے رکھا جائے اورعوام کو تیار اور بیدار کیا جائے اور ہم اپنے موقف کو پوری طرح واضح طور پر پیش کریں۔

جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے کہا کہ موجودہ حکومت دراصل آر۔ایس۔ایس کی ہے جس کا نظریہ ہے کہ وہ جو نسلی اور مذہبی اعتبار سے ہندو ہیں وہی اس ملک کے شہری ہیں وہ غیر ہندوؤں اور خصوصاً مسلمانوں کے سامنے تین متبادلات پیش کرتی ہے ایک یہ کہ وہ ہندودھرم ہندوتہذیب وتمدن کو اختیار کرلیں اگر اس کے لئے آمادہ نہیں ہیں تو دوسرے یہ کہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ بھی منظور نہیں ہے تو تیسرے یہ کہ ملک کی شہریت اور کسی حق کے بغیر ہندوؤں کے ماتحت رہیں۔ یہ باتیں غیر مبہم اور واضح انداز میں انکے لٹریچر میں موجود ہیں اور جو جو مینی فیسٹو ہے وہ اس فکر کے تحت ہے اس لئے یونیفارم سیول کوڈ کے نقصانات و رام مندر کے خلاف دلائل اور مدرسوں میں جدیدیت کی قباحتوں کوان کے سامنے کیسے ہی اور کسی انداز میں سہی پیش کرنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص سر مار کر پتھر پھوڑنا چاہے اس کا امکان ہے کہ موجودہ حکومت ایک عرصہ تک کوئی قابل اعتراض قانون سازی نہیں کرے البتہ سیول کوڈ کی تائید میں ذہن سازی اسکولی نصاب کی تبدیلی اور دینی مدارس کی تجدید کے اقدامات کرسکتی ہے اس وقفہ میں ہم کو مسلمانوں میں استقامت پیدا کرنا چاہیے اور انصاف پسند اور سیکولر غیر مسلم برادران وطن سے رابطہ کو اتنا بڑھانا چاہیے کہ ہم دونوں مل کر چیلنج کا مقابلہ کرسکیں۔

داؤدی بوہرہ فرقہ کے نمائندہ شیخ حسین بدری صاحب نے کہا کہ ہماری پھوٹ اور ہمارے ووٹوں کی تقسیم بھی موجودہ حکومت کو لانے کی ذمہ دار ہیں۔مولانا خالدسیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ لیگل کمیٹی ان مسائل پر غور کرے برادران وطن سے رابطہ بڑھایا جائے حکومت کے سامنے اپنے مسائل لاسکیں۔اورخاموش تحریک بھی چلائی جائے۔

اجلاس نے اس سے اتفاق کیا کہ چیلنجس کا سامنا کرنے کے لئے مسلمانوں کو تیار کرنے اور غیر مسلموں سے ربط پیدا کرنے کا کام آئینی حقوق بچاؤ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

ارکان بورڈ کو متحرک کرنے کے ایجنڈہ پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ صدر بورڈ کی طرف سے مختلف مکاتب کے لوگوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو مذاکرات شروع کرے۔ یہ کمیٹی صدر بورڈ کی نگرانی میں کام کرے ۔مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب نے کہا کہ ایک دوسرے کے مسالک کا احترام کیا جائے۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب نے کہا کہ مختلف ایشوز کو سامنے لاکر ارکان مایوس نہ ہوجائیں۔مولانا عتیق احمد صاحب نے کہا کہ ارکان اپنا محاسبہ کریں اور بورڈ کے پروگراموں میں حصہ لیں مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی صاحب نے کہا کہ ارکان کو بورڈ کی تجاویز روانہ کی جائیں اور بورڈ کے دفتر کو فعال بنایا جائے۔ صدر بورڈ نے فرمایا کہ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں پر کئی مرتبہ مشکل حالات آئے اورگزر گئے ایسے وقت خود ہم کو اپنی کمزوریوں پرنظر رکھنی چاہیے ہم کو اسلام کی دعوت دینا چاہیے ہم کو روزانہ غیر مسلموں سے سابقہ پڑتا ہے مگر ہم اسلام کی بات نہیں کرتے۔ یہ ہماری کوتاہی ہے یکساں سیول کوڈ کا مسئلہ غیر مسلموں کے لئے بھی ہے اوراگران کو ساتھ لے کرنمائندگی کریں تو کامیابی ملے گی۔

پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے آمدوصرف کا تختہ اور آئندہ کا بجٹ پیش کیا جس کے مطابق پچھلے سال۲۰۱۳ء ۲۰۱۴ء (15,80,898-00) روپئے کی آمدنی ہوئی سال کے آغاز پر سلک(1,45,58,659)روپئے موجود تھی۔ اخراجات (44,90,189-00) روپئے ہوئے اورختم سال پر (1,22,76,413) روپئے بچے۔ بجٹ میں تخمینہ آمدنی کا(56.26,762) اوراخراجات کا تخمینہ (Rs.94,43776) ہے۔ یہ خسارہ کا بجٹ ہے۔ اسلئے بورڈ کی آمدنی بڑھانے پرغور کرنا چاہیئے۔

اجین میں منعقدہ بورڈ کے اجلاس عام کے صدر استقبالیہ مولانا حافظ محمد تقی صاحب نے پانچ لاکھ دس ہزارنوسودس روپئے کے چیکس اورنقد پیش کیا۔ جناب عبدالغفار ملک صاحب (جلگاؤں) نے بورڈ کے ارکان کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے مہمان نوازی کا موقعہ دیا جوان کے لئے سعادت ہے۔ ملک کے حالات کے تناظر میں ہم سب کو حساس ہونا چاہیے۔انھوں نے کہا کہ جلگاؤں میں دارالقضاء قائم کیا جائے گا اور یہ کہ اس سلسلہ میں جو بھی تعاون درکار ہو اس کے لئے وہ تیار ہیں۔انھوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے لئے گیارہ لاکھ روپئے کے مالی تعاون کا اعلان کیا۔اسی طرح مالیگاؤں مہاراشٹر سے بورڈ کے رکن مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے اگلے دن مالیگاؤں میں بورڈ کی طرف سے ہونے والے اجلاس عام کے موقع پر پانچ لاکھ روپے تعاون پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔

آئندہ اجلاس عام کے تعلق سے جو انشاء اللہ اسی سال۲۰۱۴ء کے اختتام سے پہلے منعقد ہوگا بجنور اور جے پور سے پیشکش آئی ہے۔ جناب کمال

فاروقی صاحب نے دہلی میں انعقاد کی پیش کش کی۔ اجلاس نے ان تین مقامات میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار صدر بورڈ کے سپرد کیا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ نے اس اجلاس کا اعلامیہ پیش کیا جس کو منظور کیا گیا (ضمیمہ ۵)

کنوینر اجلاس جناب عبدالغفار ملک کا اس اجلاس کے انتظامات کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔

صدر بورڈ کی دعا پر ۳ بجے سہ پہر اجلاس اختتام کو پہنچا۔

بعد نماز مغرب عیدگاہ کے وسیع میدان میں صدر بورڈ کی صدارت میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں افراد کا اجتماع تھا اور ایک بڑی تعداد ضلع جلگاؤں کے دوسرے مقامات سے آئی تھی۔ جلسہ منظم اور سامعین متوجہ تھے دوران جلسہ ایک شخص بھی نہ اٹھا نہ باہر گیا اور کوئی شور کسی حصہ میں نہ تھا۔ اس جلسہ کو مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، قاضی وصی احمد قاسمی، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا سعود عالم قاسمی، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (مالیگاؤں)، جناب الحاج عبدالغفار ملک (استقبالیہ تقریر)، جناب کمال فاروقی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے خطاب کیا۔ آغاز مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی کی قرأت کلام پاک سے ہوا۔ آخر میں صدر بورڈ نے مختصر تقریر فرمائی اور ان کی دعاء پر جلسہ ۱۰ بجے کو ختم ہوا۔

ضمیمہ ۱

بابری مسجد مقدمات کی پیش رفت کی تازہ ترین صورت حال کی بابت مختصر رپورٹ

(I) **بابری مسجد کی حقیت سے متعلق** چاروں مقدمات میں ہائی کورٹ کے ۳۰ ستمبر ۲۰۱۰ء کے فیصلہ کے خلاف دائر سبھی اپیلوں کی تاریخیں متفرق درخواستوں کی سنوائی کے لئے لگتی رہی ہیں۔ ان تاریخوں پر بورڈ کے مقرر کردہ وکلاء بالخصوص انوپ جارج چودھری سینیئر ایڈوکیٹ، حضیفہ اے۔ احمدی سینیئر ایڈوکیٹ، سید شاہد حسین رضوی، شکیل احمد سید، ایم۔ آر۔ شمشاد وغیرہ پیش ہوتے رہے ہیں۔ ان تاریخوں پر قائم مقامی کی کاروائی بھی ہوئی جس میں حافظ محمد صدیق (مرحوم) کی جگہ مولانا اشہد رشیدی کی قائم مقامی کی گئی اور کچھ تاریخوں میں ہائی کورٹ کے ذریعہ داخل کی گئی اس درخواست پر بحث ہوئی جس میں ہائی کورٹ کی جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ جن دو Observers کو موقع کا ہر دوسرے ہفتہ معائنہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان کی تقرری ختم کر دی جائے۔ آخری درخواست Authorised Person کی تھی جس میں عارضی مندر کے ترپال، پالیتھین وبلّیوں وغیرہ کو حسب ضرورت تبدیل کرنے کی اجازت مانگی گئی تھی اور یہ درخواست کی گئی تھی کہ Authorised Person/Commissioner Faizabad کو اس بات کے لئے مجاز کر دیا جائے کہ جب بھی وہ ضروری سمجھیں مذکورہ بالا سامان کی تبدیلی کر دیا کریں۔ ہائی کوٹ کی مذکورہ بالا درخواست کی مخالفت کے لئے مسلمانوں کی جانب سے سنی وقف بورڈ وغیرہ کے جوابی حلفنامے داخل کئے گئے تھے اور Observers کی تقرری ختم کرنے کی سخت مخالفت کرتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ Observers کے ہر پندرہویں دن موقع پر جانے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ موقع کی صورت حال سے فریقین واقف ہو جاتے ہیں اور کسی قسم کی افواہوں کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ہائی کورٹ الہ آباد کے رجسٹرار جنرل نے اپیل میں فریق بنائے جانے کی درخواست اس مقصد سے ۲۰۱۲ء میں دی تھی کہ سپریم کورٹ سے یہ وضاحت حاصل کر لی جائے کہ جو دو Observers ہائی کورٹ کے حکم مورخہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۳ء و ۲۶/اپریل ۲۰۱۰ء کے ذریعہ ہر پندرویں دن اتوار کو موقع کے معائنہ کے لئے مقرر کئے گئے تھے، ان کو جاری رکھنے کی ضرورت نہیں رہ گئی تھی۔ ان درخواستوں کی بحث ۱۸/فروری ۲۰۱۳ء کے لگی تھی لیکن اس تاریخ کو مقدمہ میں ۲۵/فروری ۲۰۱۳ء کی تاریخ لگ گئی تھی اور اس تاریخ کی بحث کے بعد سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کی فریق بننے کی درخواست کو خارج کرتے ہوئے دوسری درخواست پر یہ حکم دیا تھا کہ ہائی کورٹ کے حکم کے ذریعہ مقرر کردہ دونوں Observers (جناب ایس۔ کے۔ سنگھ و جناب ٹی۔ ایم خان) موقع کا معائنہ کرتے رہیں گے اور ہائی کورٹ کے ذریعہ تفویض کردہ فرائض انجام دیتے رہیں گے اور وہ یہ بھی دیکھیں گے کہ سپریم کورٹ کے ذریعہ ۹ مئی ۲۰۱۱ء کو جاری حکم بابت Status Quo کی سبھی کے ذریعہ پابندی کی جائے۔ اس درخواست کی بحث میں ڈاکٹر راجیو دھون، اعجاز مقبول، ارشاد احمد، شاہد انور و ذکی احمد خاں صاحبان وغیرہ بھی شریک رہے تھے۔

۲۵/فروری ۲۰۱۳ء کو ایک دوسرے حکم کے ذریعہ سپریم کورٹ نے Authorised Person/Commissioner Faizabad کی درخواست پر اگر چہ ان کو فریق مقدمہ بنانے سے انکار کر دیا تھا لیکن ان کی دوسری درخواست پر ان کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ Observers کی نگرانی میں پرانے ترپال، پالیتھین ورسّیوں کو بدلوا کر اسی طرح کی نئی لگوا دیں تا کہ عارضی تعمیر (makeshift structure) کی صورت حال جوں کی توں بنی رہے۔ اس حکم کے ذریعہ مداخلت (Intervention) کی درخواستیں خارج کر دی گئیں تھیں اور قائم مقامی کی درخواستوں کو دو ہفتہ کے بعد مقرر کرنے کے لئے ہدایت

دی گئی تھی۔

Makeshift Strucrture کی صورت حال اسی طرح قائم رکھنے کے لئے ۲۰۱۴ء میں Authorised Person کی جانب سے جو عمومی نوعیت کی اجازت وقتاً فوقتاً بلّی، ترپال، پالیتھین، Jute Matting وغیرہ تبدیل کرنے کے لئے مانگی گئی تھی اور جس کی مخالفت میں مسلمانوں کی جانب سے جوابی حلف نامہ داخل کر کے کہا گیا تھا کہ عمومی نوعیت کی اجازت نہ دی جائے بلکہ جب بھی پرانی بلّیوں، ترپال، Polythene Sheets و Jute Matting وغیرہ کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو درخواست دے کر اجازت لی جاسکتی ہے۔ اس درخواست پر ۷؍مارچ ۲۰۱۴ء کو بحث کے بعد فیصلہ سناتے ہوئے سپریم کورٹ نے اپنے ۲۵؍فروری ۲۰۱۳ء کے حکم کو برقرار رکھتے ہوئے عمومی نوعیت کی اجازت دینے کے بجائے اسی طرح کا حکم صادر کر دیا تھا جس طرح ۲۵؍فروری ۲۰۱۳ء کے حکم میں ترپال وغیرہ بدلوانے کی اجازت دی گئی تھی۔

سپریم کورٹ کے ذریعہ ہائی کورٹ کو Record بھیجنے کے بابت یاددہانی کرائے جانے پر ہائی کورٹ سے Pleadings و Documentary Evidence کا زیادہ تر record سپریم کورٹ میں ۲۳؍مارچ ۲۰۱۴ء کو داخل کر دیا گیا ہے اور ۳۱؍مارچ رکیم راپریل ۲۰۱۴ء کو اس کی جانچ کر کے سپریم کورٹ میں وہ سبھی ریکارڈ محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اس وقت سپریم کورٹ میں گرمیوں کی تعطیلات چل رہی ہیں اور جولائی میں کورٹ کھلنے کے بعد کسی بھی وقت مقدمہ کورٹ میں لگ سکتا ہے۔ اُس وقت کورٹ ہندی، اردو وغیرہ زبانوں کے کاغذات کا انگریزی میں ترجمہ کروانے کی بابت حکم کرے گا۔ فریقین کو اپنے اپنے کاغذات کا ترجمہ خود ہی کروانا پڑسکتا ہے۔ اس کام کو اگر پہلے سے کروالیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس کام کی ذمہ داری کسی ایک یا دو ذمہ دار لوگوں کو سپرد کر دی جائے تو شاید یہ کام وقت کے اندر ہو جائے لیکن میری معلومات کے مطابق ابھی اس کام میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔

(II) بابری مسجد کی شہادت سے متعلق مقدمات:-

۶؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت سے قبل جن لوگوں نے مسجد سے قریب رام کتھا پارک میں اپنی تقریروں کے ذریعہ لوگوں کو اکسانے و بھڑکانے کا کام کیا تھا ان کے خلاف ایک الگ مقدمہ درج ہوا تھا جو Crime No. 198/92 آٹھ لیڈروں کے خلاف قائم ہوا تھا۔ یہ مقدمہ اس وقت C.B.I. Court Raibareily میں چل رہا ہے۔ اس میں زبانی شہادت کا سلسلہ ۵؍دسمبر ۲۰۰۷ء کو شروع ہوا تھا اور ۲۴؍مئی ۲۰۱۴ء تک اس مقدمہ میں ۵۱ گواہ پیش ہوئے ہیں۔ اس وقت P.W.51 کے طور پر Akhila Nand Mishra (I.O., C.B.C.I.D.) کا بیان درج ہو رہا ہے اور مقدمہ کی آئندہ سماعت ۳۱؍مئی ۲۰۱۴ء کو ہونا ہے۔ اس مقدمہ میں بھی سبھی آٹھ ملزمان کی شناخت وان کے بھڑکاؤ و اشتعال انگیز بیانات کا تذکرہ بہت کم گواہان نے کیا ہے۔ اگر چہ میری ۲۲؍اپریل ۲۰۱۱ء کی رپورٹ کے بعد بورڈ کی جانب سے جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے C.B.I. کے Director سے نمائندگی کی تھی جس کے بعد یہ تاثر دیا گیا تھا کہ مزید ایسے گواہوں کو C.B.I. کی جانب سے پیش کیا جائے گا جن کے بیان سے سبھی ملزمان کے خلاف کیس مضبوط ہو سکے لیکن جو گواہ پیش کئے گئے ہیں ان کا نہ پیش کرنا شاید بہتر ہوتا کیوں کہ بیشتر گواہوں نے ملزمان کے اشتعال انگیز بیانات کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔ بہرحال اب C.B.I. نے تفتیش کرنے والے افسران کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت جلد C.B.I. مقدمہ میں گواہی ختم کر دے گی۔ لہٰذا بورڈ کو جلد از جلد کسی سینیئر وکیل کو (جو فوجداری قانون کا ماہر ہو) engage کر کے مقدمہ کی تیاری کروا کر مقدمہ میں بحث کرنے کی اجازت لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دوسرا مقدمہ Crime No. 197/92 بابری مسجد کی انہدام کی بابت درج ہوا تھا جس کی Charge sheet ۴۹ لوگوں کے خلاف داخل ہوئی تھی لیکن بعد میں اس مقدمہ کے ۲۱ ملزمان کے خلاف کارروائی مئی ۲۰۰۱ء میں اس بنیاد پر Drop کر دی گئی تھی کہ ان کا معاملہ کچھ اس طرح کا معلوم ہوتا ہے جس طرح Crime No. 198/92 کے ملزمان کے خلاف الگ چل رہا ہے۔ C.B.I. Court, Lucknow کے اس فیصلہ کے خلاف C.B.I. نے ہائی کورٹ لکھنؤ بنچ میں نگرانی داخل کی تھی جو ۲۰؍مئی ۲۰۱۰ء کو خارج ہو گئی تھی۔ نگرانی خارج ہونے کے بعد ۲۹؍مئی ۲۰۱۰ء سے C.B.I. Court, Lucknow میں بھی Crime No. 197/92 کے مقدمہ کی سنوائی شروع ہوئی اور ۱۷؍اگست ۲۰۱۰ء کو Charges Frame ہونے کے بعد پہلا گواہ ۲۳؍اگست ۲۰۱۰ء کو پیش ہوا تھا اور اس وقت سے اب تک ۱۳۳ گواہ پیش ہو چکے ہیں۔ ۲۴؍مئی ۲۰۱۴ء کو ولی اللہ کو ۱۳۳ ویں گواہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے جن کی جرح ابھی جاری ہے اور اب مقدمہ میں آئندہ تاریخ ۳۱؍مئی ۲۰۱۴ء مقرر ہے۔ اس مقدمہ میں ابھی تک جو گواہ پیش کئے گئے ہیں ان میں سے بہت کم گواہوں نے ملزمین کی شناخت کی ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابھی تک C.B.I. مقدمہ میں ملزمان کو سزا دلوانے کے اعتبار سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ظاہر کر رہی ہے بلکہ صرف خانہ پوری کر رہی ہے اور اب B.J.P. کی سرکار بن جانے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ جو

C.B.I. کانگریس کے دور میں ہی کوئی خاص توجہ نہیں دے رہی تھی وہ اب کتنی توجہ دے گی۔

ان دونوں مقدمات (رائے بریلی ولکھنؤ) میں بورڈ کے فریق بن کر پیروی کرنے کے بارے میں ۲۲؍اپریل ۲۰۱۱ء کی رپورٹ میں لکھا گیا تھا اور آج پھر اس ضرورت کے بارے میں بورڈ کے ذمہ داروں کو متوجہ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

(III) سپریم کورٹ میں دائر C.B.I. کی اپیل کی پیش رفت:-

C.B.I. کورٹ لکھنؤ نے Crime No. 197/92 میں مئی ۲۰۰۱ء میں جن ۲۱ ملزمان کے خلاف کارروائی Drop کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کے خلاف C.B.I. نے ہائی کورٹ میں نگرانی دائر کی تھی۔ اس نگرانی کو ہائی کورٹ نے ۲۰؍مئی ۲۰۱۰ء کے فیصلہ سے خارج کر دیا تھا۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرنے کے تعلق سے بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ منعقدہ ۶؍جون ۲۰۱۰ء میں رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ C.B.I. نے کافی دیر سے اس فیصلہ کے خلاف فروری ۲۰۱۱ء میں سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی جس میں سپریم کورٹ نے دیری کی معافی کی درخواست پر ۴؍مارچ ۲۰۱۱ء کو نوٹس جاری کی تھی۔ کافی دنوں تک سپریم کورٹ میں دائر اس اپیل میں C.B.I. سبھی فریقین کو نوٹس تعمیل کرانے اور سپریم کورٹ کے ذریعہ مانگے گئے حلف نامہ وغیرہ داخل کرنے میں دیر کرتی رہی اور کئی تاریخوں پر C.B.I. کی طرف سے مقدمہ کو کسی نہ کسی عذر پر بڑھوا لیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ C.B.I. اس مقدمہ میں شامل ۲۱ ملزمان (جس میں بڑے۔ بڑے سیاسی لیڈران مثلاً ایل۔ کے۔ اڈوانی و کلیان سنگھ وغیرہ شامل ہیں) کو ملزم بنا کر ان کے خلاف مقدمہ کی از سر نو شروعات کرنے میں دلچسپی نہیں دکھا رہی ہے اور اب جبکہ B.J.P. کی سرکار بن گئی ہے تو مزید اندیشہ ہے کہ C.B.I. اس مقدمہ میں کوئی دلچسپی نہ لے۔ لہٰذا بورڈ کو اس معاملہ میں بھی سپریم کورٹ میں ہائی کورٹ کے ۲۰؍مئی ۲۰۱۰ء کے فیصلہ کے خلاف S.L.P. فائل کرنے کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ)

ضمیمہ۲

دارالقضاء کمیٹی

(مختصر رپورٹ اپریل ۲۰۱۳ء تا مئی ۲۰۱۴ء)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کل ہند پیمانے پر مسلمانوں کی سب سے بڑی اور سب سے معتبر اور نمائندہ تنظیم ہے، جس میں مسلمانانِ ہند کے تمام مسالک ، مکاتبِ فکر اور حلقوں کی نمائندگی ہے، اس کا بنیادی مقصد اسلام کے عائلی و معاشرتی احکام وقوانین کا تحفظ کرنا، مختلف سطحوں پر مسلم پرسنل لا کے لئے جدو جہد کرنا اور اسلام کے عائلی قوانین کو عامۃ المسلمین میں رواج دینے کے لئے ذہن سازی اور ماحول سازی کرنا ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے ابتداء قیام سے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ اپنے عائلی تنازعات کو اپنے طور پر حل کرنے کی کوشش کریں، عدالتوں پر مقدمات کا بوجھ بڑھانے کے بجائے اسلام کے دئے ہوئے سادہ اور آسان طریقہ پر دارالقضاء اور قاضی کے ذریعہ اپنے جھگڑوں خصوصاً ازدواجی تنازعات کو حل کریں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام (۱۹۷۳ء) سے بہت پہلے سے انگریزوں کے دورِ حکومت ہی سے ملک کے بعض صوبوں (صوبہ بہار و اڑیسہ) میں (۱۹۲۱ء) سے قضاء کا نظام قائم تھا اور قاضیوں کے ذریعہ مسلمانوں کے عائلی تنازعات خوش اسلوبی کے ساتھ حل کئے جا رہے تھے، کثیر مسلم آبادی والے صوبہ آسام میں بھی قیام بورڈ سے پہلے امارت وقضاء کا نظام شروع ہوا اور اس سے متصل ریاستوں میں بھی پھیل گیا، قیام بورڈ کے بعد بورڈ کی تحریک و ماحول سازی کے نتیجہ میں چند ریاستوں (کرناٹک، آندھرا پردیش) میں امارت وقضاء کا نظام قائم ہوا، ۱۹۷۲ء کے مسلم پرسنل لا کنونشن (بمبئی) کے اثر سے مہاراشٹر کے دو شہروں (مالیگاؤں، اورنگ آباد) میں دارالقضاء قائم ہوئے، جو تسلسل کے ساتھ فصل خصومات کا کام انجام دے رہے ہیں۔

کچھ مدت کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں نے محسوس کیا کہ قیام دارالقضاء کے لئے مسلمانانِ ہند سے اپیل کرنا اور انہیں متوجہ کرنا کافی نہیں بلکہ اس میدان میں خود بورڈ کا عملی قدم اٹھانا ضروری ہے، چنانچہ بورڈ کے اجلاس جے پور میں بورڈ کی جانب سے دارالقضاء قائم کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا، اس وقت کے صدرِ بورڈ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو اختیار دیا کہ ملک کے جن علاقوں میں امارت شرعیہ کا نظام نہیں ہے اور وہاں کے لوگ دارالقضاء قائم کئے جانے کے خواہشمند ہیں اور اس سلسلہ میں مالی اور انتظامی ذمہ داریاں پورا کرنے پر آمادہ ہیں تو وہاں صدر بورڈ کی طرف سے قاضی مقرر کر دیا جائے۔

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ نے متعدد مقامات پر دارالقضاء قائم کئے اور بورڈ کی جانب سے قاضی مقرر فرمایا، ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب دامت برکاتہم کے دورِ صدارت میں پانچ

نفری دارالقضاء کمیٹی تشکیل دی گئی جو تحریک دارالقضاء کو آگے بڑھا رہی ہے، جن مقامات سے صدر بورڈ کی خدمت میں قیام دارالقضاء کی درخواستیں آتی ہیں ان پر ضروری کارروائی اور جائزہ کے بعد صدر بورڈ کی جانب سے نصب قاضی کا کام کرتی ہے۔

قضاء کا کام اہم اور ضروری ہونے کے ساتھ بہت نازک بھی ہے اس لئے قیام دارالقضاء میں عجلت سے کام نہیں لیا جاتا بلکہ پوری تیاری، ماحول سازی اور چھان بین کے بعد ہی دارالقضاء قائم کیا جاتا ہے، قاضی مقرر کیا جاتا ہے اور قاضی نیز منتظمہ کمیٹی کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں، بورڈ کے دارالقضاء کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے۔

صدر بورڈ کی جانب سے ہر قاضی کو عربی زبان میں سند قضاء تفویض کی جاتی ہے جس میں قاضی کے نام، ولدیت اور سکونت کی صراحت ہوتی ہے اور اس شہر یا علاقہ کا ذکر ہوتا ہے جہاں کے لئے اسے قاضی مقرر کیا جاتا ہے، عام طور پر نئے قاضیوں کو فیصلہ کا اختیار نہیں دیا جاتا، اگر کسی قضیہ میں فریقین کی رضامندی سے کوئی بات طے نہیں پا سکی اور فیصلہ کی ضرورت پیش آئی تو فائل فیصلہ کے لئے کسی سینیئر قاضی کے حوالہ کرنے کی ہدایت ہوتی ہے، سند قضاء میں صراحت ہوتی ہے کی قاضی کو فیصلہ کا اختیار ہے کہ نہیں، اگر نہیں ہے تو وہ فیصلہ کے لئے کسی سینئر قاضی سے رجوع کرے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زیر نگرانی کام کرنے والے دارالقضاؤں کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

دارالقضاء کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی زیر نگرانی فی الحال پورے ملک میں ۳۸ر دارالقضاء کام کر رہے ہیں، صوبہ مہاراشٹرا میں ۱۹ر دارالقضاء قائم ہیں جبکہ شولا پور میں ۳۰ر مئی ۲۰۱۴ء کو نیا دارالقضاء قائم ہوگا اور اس کے علاوہ داپولی ضلع رتنا گیری سے الحاق کی درخواست موصول ہوئی تھی آرگنائزر نے جائزہ لے کر مثبت رپورٹ دی ہے لہٰذا اس کو بھی منظوری دے دی گئی ہے، کولہا پور، ناگپاڑہ ممبئی اور گونڈی دارالقضاء کے قاضیوں کو فیصلہ کا اختیار نہیں ہے ان دارالقضاؤں کو حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی سے منسلک کیا گیا ہے، اسی طرح پوسد، ہنگولی، لاتور کے قاضیوں کو بھی فیصلہ کا اختیار نہیں ہے ان کو قاضی اشفاق احمد صاحب قاسمی دارالقضاء اکولہ سے منسلک کیا گیا ہے، پنویل دارالقضاء کے مقدمات کا فیصلہ شریوردھن کے قاضی حسین صاحب کرتے ہیں، ان کے علاوہ مہاراشٹرا کے بقیہ تمام قاضیوں کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، صوبہ یوپی میں کل ۱۲ر دارالقضاء قائم ہیں جن میں سے باغپت، پھلت، کچھینہ دارالقضاء کے فیصلے قاضی محمد کامل صاحب قاسمی کرتے ہیں اور آرگنائزر کی رپورٹ کے بعد علیگڑھ دارالقضاء کے قاضی صاحب کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کنوینر دارالقضاء کمیٹی کی تحریری موافقت کے بعد فیصلہ جاری کریں، ہریانہ میں دو دارالقضاء قائم ہے دونوں جگہوں کے فیصلے قاضی محمد کامل صاحب قاسمی کرتے ہیں، اتراکھنڈ میں صرف دہرادون میں دارالقضاء ہے جس کا فیصلہ قاضی محمد کامل صاحب کرتے ہیں، مدھیہ پردیش میں دو جگہ دارالقضاء قائم ہے اور دونوں کو فیصلے کا اختیار حاصل ہے، دہلی میں جنوبی دہلی میں دارالقضاء ہے قاضی صاحب کو فیصلے کا اختیار حاصل ہے، گجرات میں صرف احمد آباد میں دارالقضاء ہے قاضی کو فیصلہ کا اختیار حاصل ہے۔

قاضیوں کو یہ بھی ہدایت دی جاتی ہے کہ اگر کوئی معاملہ سرکاری عدالت میں دائر ہے تو اسے دارالقضاء میں نہ لیں الا یہ کہ فریقین مقدمہ سرکاری عدالت سے خارج کرا کے دارالقضاء میں لائیں، اگر مقدمہ لے لیا گیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سرکاری عدالت میں دائر ہے تو قاضی مقدمہ کو خارج کردے۔

قاضی کے منصب پر انہیں علماء کو مقرر کیا جاتا ہے جو معتبر ترین دینی اداروں (دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہ) سے فارغ ہوں فقہ وافتاء سے خاص مناسبت ہو، ورع وتقویٰ سے متصف ہوں، قضاء کی عملی تربیت بھی حاصل کی ہو۔

قاضی کا نصب وعزل صدر بورڈ کے ذریعہ ہوتا ہے، مقامی انتظامیہ کو قاضی بحال یا معزول کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

الحمدللہ قاضی حضرات کے فیصلے نافذ ہوتے ہیں، فریقین خوشدلی سے اس پر عمل کرتے ہیں، قاضی کے فیصلوں کے خلاف سرکاری عدالتوں سے رجوع کرنے کے واقعات بہت شاذ و نادر پیش آتے ہیں، دو تین واقعات جو میرے علم میں آئے ان میں ججوں نے قاضیوں کے فیصلوں کو بحال رکھا بلکہ ان کی تحسین کی۔

بورڈ کے قاضیوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل کا نظام موجود ہے، فیصلہ کرنے والے قاضی کے پاس نظر ثانی کی اپیل کی جا سکتی ہے، اگلے مرحلہ میں صدر بورڈ کی خدمت میں اپیل کی جا سکتی ہے، اپیل کی سماعت کے لئے صدر بورڈ کسی تجربہ کار قاضی کو مقرر فرماتے ہیں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس اجین (مارچ ۲۰۱۳ء) کے بعد دارالقضاء کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے جو عملی کارروائیاں کیں اور تحریک دارالقضاء کو آگے بڑھانے کے لئے جو اقدامات کئے ان کا مختصر تذکرہ ذیل کی سطروں میں کیا جا رہا ہے۔

تربیت قضاء کیمپ

دارالقضاء کمیٹی کے کاموں میں ایک اہم کام تربیت قضاء کیمپ کا انعقاد ہے، تربیتی کیمپوں سے قیام دارالقضاء کے لئے ماحول بنتا ہے، کیمپ میں شریک ہونے والے علماء اور اصحاب افتاء قضاء کے کام کی اہمیت، نزاکت اور اصولوں سے واقف ہوتے ہیں اور شرکاء کیمپ میں سے مختلف علماء اپنے اپنے علاقوں میں قیامِ دارالقضاء کا حوصلہ اور عزم لے کر اٹھتے ہیں اور اس کے لئے کوششیں کرتے ہیں، کیمپ میں شرکت کرنے والے قاضیوں کو امور قضاء کے مختلف مسائل اور کارِ قضاء میں پیش آنے والی مشکلات پر تبادلۂ خیال اور مشوروں کا بہترین موقع فراہم ہوتا ہے۔

بورڈ کے اجلاس اجین کے بعد المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد میں سہ روزہ تربیتِ قضاء کیمپ مؤرخہ ۲۶/۲۷/۲۸/ مارچ ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا، جس میں المعہد العالی الاسلامی میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے مختلف مدارس اسلامیہ سے فارغ سو سے زائد فضلاء کے علاوہ آندھرا پردیش اور مہاراشٹرا کے کچھ قضاۃ اور علماء نے شرکت کی، شرکاء کیمپ کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو سے متجاوز تھی۔

کیمپ کے افتتاحی اجلاس میں شہر حیدرآباد کے عمائدین اور علماء نے بھی شرکت فرمائی، سکریٹری بورڈ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی کے انتظام اور نگرانی میں یہ سہ روزہ کیمپ کامیابی کے ساتھ چلا، قضاء سے متعلق مختلف موضوعات پر اہم محاضرات ہوئے، امارت شرعیہ بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ کے دورکنی وفد (حضرت مولانا قاضی عبد الجلیل صاحب قاسمی، جناب مولانا انظار عالم صاحب قاسمی) نے امور قضاء کی تربیت کا کام انجام دیا، نظام قضاء کی ضرورت واہمیت، ہندوستان اور نظام قضاء، آداب قضاء وقاضی، دعویٰ، شہادت، ذرائع اثبات، مقدمہ کی کارروائی کا طریقہ، اسباب فسخ وتفریق وغیرہ موضوعات پر محاضرات اور مذاکرے ہوئے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی، حضرت مولانا قاضی عبد الجلیل صاحب قاسمی، جناب مولانا انظار عالم صاحب قاسمی، جناب مولانا تبریز عالم (آرگنائزر دارالقضاء کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ) اور احقر کے محاضرات اس کیمپ میں ہوئے۔

دوسرا کیمپ رکن بورڈ جناب مولانا نظام الدین فخر الدین صاحب پونہ کی دعوت پر پونہ شہر میں ۲۷/۲۸/۲۹/ مئی ۲۰۱۴ء کو منعقد ہونا طے پایا ہے اور اس کی تیاریاں جاری ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اجلاس عاملہ بورڈ (جلگاؤں) ۳۱/ مئی ویکم جون ۲۰۱۴ء سے قبل پونہ کا تربیت قضاء کیمپ حسن وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو چکا ہوگا، پونہ کے کیمپ میں صوبہ مہاراشٹرا اور صوبہ مدھیہ پردیش کے قضاۃ شرکت کریں گے ان کے علاوہ ان دونوں صوبوں کے کچھ اہم مدارس کے علماء اور نوجوان فضلاء کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

تیسرا کیمپ لکھنؤ میں طے کیا گیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کے بعد ہوگا، حضرت صدر بورڈ دامت برکاتہم کے مشورہ سے انشاء اللہ اس کی تاریخیں طے کی جائیں گی۔

بورڈ کے اجلاس اجین (مارچ ۲۰۱۳ء) کے بعد جو نئے دارالقضاء قائم ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) دارالقضاء ناگپاڑہ ممبئی

سنٹرل ممبئی میں ایک دارالقضاء کی سخت ضرورت تھی، ممبئی کے فکر مند علماء اصحاب افتاء اور عمائدین شہر کی کوششوں سے اس دارالقضاء کا قیام ۲۹/ اپریل ۲۰۱۳ء کو ہوا، ممبئی کے ممتاز علماء میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، جناب مولانا مفتی سعید صاحب، جناب مولانا محمود دریا آبادی، جناب مولانا رشید احمد ندوی وغیرہم نیز عمائدین میں سے جناب بھائی سلیم صاحب، جناب بھائی سہیل صاحب وغیرہ نے دارالقضاء کے قیام میں خصوصی دلچسپی لی ۲۹/ اپریل ۲۰۱۳ء کو بعد نماز مغرب انجمن اسلامیہ میدان میں قیام دارالقضاء کا عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں سکریٹری بورڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی، سکریٹری بورڈ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، سکریٹری بورڈ جناب عبدالستار یوسف شیخ، کنوینر لیگل کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب ایڈوکیٹ، رکن بورڈ حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب اور کثیر تعداد میں ممبئی شہر کے علماء، عمائدین اور عوام نے شرکت کی، صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی کی طرف سے قاضی محمد فیاض عالم صاحب قاسمی کو سند قضاء تفویض کی گئی، الحمد للہ یہ دارالقضاء بحسن و خوبی اپنا کام انجام دے رہا ہے۔

(۲) دارالقضاء کولہا پور، مہاراشٹرا

کولہا پور سے قیام دارالقضاء کی درخواست صدر بورڈ کی خدمت میں آئی تھی، جائزہ وغیرہ کی کارروائی کے بعد مؤرخہ ۲۸/ اپریل ۲۰۱۳ء کو صدر بورڈ دامت برکاتہم کی جانب سے وہاں دارالقضاء کا قیام ہوگیا، مولانا مفتی محمد اشرف صاحب کو وہاں صدر بورڈ کی جانب قاضی مقرر کیا گیا، نصب قاضی کے پروگرام میں احقر نے اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے شرکت کی۔

(۳) دارالقضاء ہنگولی مہاراشٹر

ہنگولی سے بھی قیامِ دارالقضاء کی درخواست آئی تھی جائزہ وغیرہ کی کارروائی کے بعد وہاں بھی جولائی ۲۰۱۳ء کو دارالقضاء کا قیام عمل میں آ گیا، صدر

بورڈ دامت برکاتہم کی جانب سے مولانا محمد شفیق صاحب قاسمی کو قاضی مقرر کیا گیا، نصب قاضی کے پروگرام میں حضرت مولانا عبید اللہ الاسعدی رکن بورڈ و کمیٹی (باندہ)، حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی (اورنگ آباد)، جناب مولانا قاضی اشفاق صاحب اکولہ اوراحقر نے شرکت کی۔

(۴) دارالقضاء لاتور مہاراشٹر

لاتور سے بھی قیام دارالقضاء کی درخواست آئی تھی، جائزہ اور ضروری کارروائیوں کے بعد مؤرخہ ۲۴ر فروری ۲۰۱۴ء کو دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا، وہاں کے مخصوص حالات کے پیش نظر پانچ افراد پر مشتمل قاضی کونسل تشکیل دی گئی، جن میں سے دو حضرات جزئی طور پر تربیت یافتہ ہیں، باقی حضرات کو پھلواری شریف جا کر تربیت حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے، فی الحال وہی دو حضرات ابتدائی کارروائیاں کر رہے ہیں۔

(۵) دارالقضاء ناگپور مہاراشٹر

ناگپور میں ایک زمانہ سے فصل خصومات کا کام شرعی پنچایت کی نہج پر ہو رہا تھا، وہاں کے ذمہ داروں کی درخواست آئی کہ ہم لوگ شرعی پنچایت کو دارالقضاء کی شکل میں ڈھالنا چاہتے ہیں، اور اسے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی نگرانی میں دینا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں رکن بورڈ جناب عبدالوہاب پاریکھ صاحب نے بھی پوری دلچسپی لی، چنانچہ صدر بورڈ دامت برکاتہم کی اجازت و منظوری سے ۱۴ر اپریل ۲۰۱۳ء کو ناگپور میں نصب قاضی کا پروگرام ہوا، صدر بورڈ دامت برکاتہم کی طرف سے مولانا محمد مرتضٰی صاحب قاسمی کو (جو شرعی پنچایت کے صدر تھے) قاضی مقرر کیا گیا، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری اور جناب مولانا انظار عالم صاحب (امارت شرعیہ بہار واڑیسہ و جھارکھنڈ) نے وہاں کی فائلوں کا جائزہ لیا اور ضروری ہدایات دیں، خصوصی میٹنگ اور عمومی اجلاس میں بھی ان حضرات نے شرکت کی۔

(۶) دارالقضاء شولاپور مہاراشٹر

شولاپور سے قیام دارالقضاء کی درخواست صدر بورڈ دامت برکاتہم کی خدمت میں آئی، مولانا تبریز عالم صاحب کو جائزہ کے لئے بھیجا گیا، انہوں نے جائزہ لے کر مثبت رپورٹ دی، قیام دارالقضاء کے پروگرام کے لئے ۳۰ر مئی ۲۰۱۴ء کی تاریخ مقرر کر دی گئی ہے، انشاءاللہ تعالیٰ اجلاس عاملہ جلگاؤں سے پہلے وہاں دارالقضاء کا قیام عمل میں آجائے گا۔

بورڈ کے دارالقضاؤں کا جائزہ اور ہدایات

مولانا تبریز عالم صاحب کا تقرر آرگنائزر کی حیثیت سے ۷ر دسمبر ۲۰۱۳ء میں ہوا اب تک ان سے بنیادی طور پر دو کام لیے گئے (۱) مختلف دارالقضاؤں کا جائزہ (۲) جن مقامات سے قیام دارالقضاء کی یا الحاق کی درخواست آئی تھی ان کا جائزہ لے کر دارالقضاء کمیٹی کو رپورٹ دینا۔

موصوف نے درج ذیل دارالقضاء کا جائزہ لے کر تحریری رپورٹ دی۔

(۱) دارالقضاء ناگپاڑہ ممبئی (۲) دارالقضاء تھانہ ممبئی، (۳) دارالقضاء ممبرا ممبئی، (۴) دارالقضاء نیرول نیوی ممبئی، (۵) دارالقضاء گوونڈی ممبئی، (۶) دارالقضاء اکولہ مہاراشٹر، (۷) دارالقضاء بیت العلوم پونہ مہاراشٹر، (۸) دارالقضاء تدبیر فاؤنڈیشن پونہ مہاراشٹر، (۹) دارالقضاء اسپان ٹرسٹ پونہ مہاراشٹر، (۱۰) دارالقضاء کوکن شریوردھن مہاراشٹر، (۱۱) دارالقضاء پوسد مہاراشٹر، (۱۲) دارالقضاء پنویل مہاراشٹر، (۱۳) دارالقضاء ناگپور مہاراشٹر، (۱۴) دارالقضاء ہنگولی مہاراشٹر، (۱۵) دارالقضاء کولہاپور مہاراشٹر، (۱۶) دارالقضاء لاتور مہاراشٹر، (۱۷) دارالقضاء امراوتی مہاراشٹر، (۱۸) دارالقضاء علیگڑھ یوپی۔

مولانا تبریز عالم صاحب کی جائزہ رپورٹوں کی روشنی میں مختلف دارالقضاؤں کے قاضیوں اور منتظمہ کمیٹیوں کو تحریری ہدایات جاری کی گئیں جن میں کچھ خامیوں کی نشاندہی کی گئی اور کام کو بہتر بنانے کے لئے کچھ اہم اور مفید مشورے دیے گئے، جن کو تحریری ہدایات جاری کی گئیں وہ یہ ہیں۔

(۱) قاضی دارالقضاء ہنگولی، (۲) منتظمہ کمیٹی دارالقضاء پوسد، (۳) قاضی دارالقضاء ناگپور، (۴) قاضی دارالقضاء امراوتی، (۵) قاضی دارالقضاء بیت العلوم پونہ، (۶) قاضی دارالقضاء تدبیر فاؤنڈیشن پونہ، (۷) قاضی دارالقضاء اسپان ٹرسٹ پونہ، (۸) منتظمہ کمیٹی دارالقضاء اسپان ٹرسٹ پونہ، (۹) قاضی دارالقضاء ناگپاڑہ ممبئی، (۱۰) قاضی دارالقضاء پنویل، (۱۱) قاضی دارالقضاء شریوردھن، (۱۲) قاضی دارالقضاء کولہاپور، (۱۳) منتظمہ کمیٹی دارالقضاء کولہاپور، (۱۴) قاضی دارالقضاء علیگڑھ، (۱۵) قاضی دارالقضاء گوونڈی۔

مولانا تبریز عالم صاحب نے درج ذیل مقامات کا بھی جائزہ لیا جہاں سے قیامِ دارالقضاء کے لئے یا الحاق کے لئے درخواستیں آئی تھیں، یا وہاں دارالقضاء قائم کرنے کے امکانات و مواقع کی اطلاع ملی تھی (۱) لاتور، (۲) شولاپور، (۳) عثمان آباد، (۴) داپولی، (۵) رتنا گیری، (۶) چپلون، (۷) وجے درگ، (۸) کڑال، (۹) مڈگاؤں گوا، ان میں سے لاتور میں دارالقضاء قائم ہو چکا ہے جبکہ شولاپور میں ۳۰ر مئی ۲۰۱۴ء کو قیام دارالقضاء

کی تاریخ مقرر کی گئی ہے، بقیہ مقامات پر جائزہ رپورٹ کی روشنی میں کچھ ضروری ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

مولانا تبریز عالم صاحب نے مہاراشٹر کے مختلف مقامات کے جائزہ وغیرہ کے لئے جو اسفار وغیرہ کئے ان میں بہت سے اسفار میں مفتی اشفاق صاحب قاضی اکولہ نے رہبری اور معاونت کی، اللہ تعالیٰ مفتی اشفاق صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے وہ مہاراشٹر کے اضلاع اور شہروں میں قیام دارالقضاء کے لئے فکر مند اور متحرک رہتے ہیں۔

دارالقضاء کے فیصلوں کے خلاف اپیل

پچھلے ایک سال کی مدت میں صدر بورڈ کی خدمت میں دارالقضاء کے پانچ فیصلوں کے خلاف اپیلیں آئیں، جنہیں منظور کیا گیا اور صدر بورڈ دامت برکاتہم نے دارالقضاء کمیٹی کے مشورے سے ان کی سماعت اور فیصلے کے لئے امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے بعض سینیر قضاۃ کو مقرر فرمایا، ایک اپیل کی سماعت دہلی میں ہوئی، ایک کی حیدرآباد میں اور تین کی ممبئی میں۔

بورڈ کی نگرانی میں چلنے والے دارالقضاؤں میں اپیل کا نظام موجود ہے، قیام دارالقضاء کے جلسوں میں اس کا باقاعدہ اعلان واظہار کردیا جاتا ہے اور دارالقضاؤں کو بھی ہدایت ہے کہ وہ دارالقضاء سے رجوع کرنے والوں کو اپیل کے نظام کی اطلاع کرتے رہیں۔

دارالقضاء کمیٹی کی میٹنگ

مورخہ ۲۴؍ مارچ ۲۰۱۴ء کو المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد میں دارالقضاء کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی میٹنگ ہوئی جس میں درج ذیل حضرات نے شرکت فرمائی (۱) حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی (رکن کمیٹی) (۲) حضرت مولانا عبید اللہ الاسعدی صاحب (رکن کمیٹی) (۳) عتیق احمد صاحب بستوی (کنوینر کمیٹی) (۴) حضرت مولانا قاضی عبد الجلیل صاحب (مدعو خصوصی) (۵) جناب مولانا انظار عالم صاحب قاسمی (مدعو خصوصی) (۶) جناب مولانا تبریز عالم صاحب (آرگنائزر دارالقضاء کمیٹی)۔

اس میٹنگ میں دارالقضاء سے متعلق ضابطۂ عمل، ہدایات برائے قاضی، ہدایات برائے منتظمہ کمیٹی کے مسودے کی خواندگی ہوئی، اور اسے آخری شکل دی گئی، آرگنائزر صاحب کی رپورٹوں کی روشنی میں کمیٹی نے بعض اہم فیصلے لئے اور درج ذیل امور بھی طے پائے۔

(۱) عدالتوں میں دائر مقدمات کے سلسلہ میں نیز دارالقضاء میں کارروائی کے دوران کسی فریق کے عدالت سے رجوع ہونے کی صورت میں دارالقضاء کا کیا طریقۂ کار ہونا چاہئے اس پر گفتگو ہوئی، اسی طرح دارالقضاء کی کارروائی کو موجودہ عدالتی کارروائی سے قریب لانے پر بھی گفتگو ہوئی، اس بارے میں یہ طے پایا کہ دونوں معاملات پر گہرائی سے غور کرنے اور فیصلہ لینے کے لئے امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ میں حضرت امیر شریعت و جنرل سکریٹری بورڈ دامت برکاتھم کی طرف سے ایک ایسی نشست بلائی جائے جس میں محدود تعداد میں وکلاء اور تجربہ کار قضاۃ کو جمع کیا جائے، یہ میٹنگ بروز اتوار رکھی جائے تاکہ وکلاء کو شرکت میں سہولت ہو، قضاۃ کو ایک روز پہلے بلایا جائے تاکہ وہ امور قضاء سے متعلق کچھ دوسرے اہم معاملات پر بھی مشورہ کرسکیں، وکلاء وقضاۃ کی اس میٹنگ میں مذکورہ بالا دونوں موضوعات پر فیصلہ کیا جائے، نیز اس معاملہ پر بھی غور کیا جائے کہ مقامی طور پر دارالقضاء کو رجسٹرڈ کیا جانا مناسب ہے یا نہیں؟ اگر رجسٹریشن مناسب ہے تو اس کا بنیادی ڈھانچہ کیا ہونا چاہئے۔

(۲) میٹنگ میں یہ بات طے کی گئی کہ رواں سال میں ایک تربیتی کیمپ پونہ مہاراشٹر میں منعقد ہو اور دوسرا کیمپ لکھنؤ میں منعقد ہو، پونہ کا کیمپ مئی ۲۰۱۴ء میں منعقد کیا جائے اور لکھنؤ میں حضرت صدر بورڈ دامت برکاتہم کے مشورہ سے تاریخیں طے کی جائیں۔

(۳) اس میٹنگ کے شرکاء یہ محسوس کرتے ہیں کہ الحمد للہ ماضی قریب میں بورڈ کی تحریک دارالقضاء مضبوط ہوئی ہے اور اس کے کاموں میں تیزی آئی ہے خصوصاً آرگنائزر کی بحالی کے بعد اچھی پیش رفت ہوئی ہے، اس کام کی وسعت نزاکت اور امور قضاء میں رازداری کا تقاضہ یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی آفس میں اس کام کے لئے مخصوص جگہ، الماری اور مستقل کمپیوٹر و پرنٹر ہو تاکہ اس سے متعلق سارے ریکارڈس محفوظ کئے جاسکیں اور تحریری و مراسلتی کام سرعت وحفاظت کے ساتھ کیا جاسکے، اس لئے کمیٹی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سے درخواست کرتی ہے کہ اس کے لئے مخصوص جگہ اور مستقل کمپیوٹر و پرنٹر کا نظم فرمائیں۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس تحریک کو حسن وخوبی کے ساتھ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کے لئے کوشش کرنے والے تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ضمیمہ ۳

رپورٹ تفہیم شریعت کمیٹی

(بابت مارچ ۲۰۱۳ء تا اپریل ۲۰۱۴ء)

۲۹،۳۰؍ اپریل وکیم مئی ۲۰۰۵ء کو بھوپال میں منعقد ہونے والے

بورڈ کے اٹھارھویں اجلاس عام میں تفہیم شریعت کمیٹی بنائی گئی تھی ؛ تا کہ وکلاء، قانون داں، اوردانشوروں کو پرسنل لا سے متعلق قانون شریعت سے باخبر کیا جائے ،شریعت اسلامی میں انسانی ضرورت ومصلحت کی جو رعایت ،اورفطرت انسانی سے جو ہم آہنگی ہے اسے واضح کیا جائے ،شرعی قوانین کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، انہیں دور کیا جائے ،اورعلماء واصحاب قانون کی مجالس مذاکرہ منعقد کی جائیں؛ تا کہ علماء کو پرسنل لا سے متعلق قانونی صورت حال ، اورقانون دانوں کوشرعی نقطۂ نظر جاننے میں سہولت ہو، حضرت مولانا سید جلال الدین عمری (امیر جماعت اسلامی ہند) اس کمیٹی کے کنوینر مقرر ہوئے ،اوران کی قیادت میں دہلی میں تفہیم شریعت کے کئی کامیاب پروگرام منعقد ہوئے ، پھر جب جماعت کی امارت کی ذمہ داری ان سے متعلق ہوئی تو انہوں نے معذرت کردی اور۲۰۰۸ء میں اس حقیر کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا گیا؛ چنانچہ اس کے بعد ملک کے مختلف بڑے شہروں کلکتہ،اندور، برہانپور، احمد آباد، کشمیر، کالی کٹ ، بنگلور، گلبرگہ، دہلی، علی گڑھ، لکھنؤ اور کولہاپور وغیرہ میں تفہیم شریعت کا پروگرام ہوا ، اوراس کام میں استمرار اوردوام پیدا کرنے کی غرض سے دہلی ولکھنؤ میں ریاستی سطح پر تفہیم شریعت کمیٹی کا قیام عمل میں آیا، اس کے علاوہ اورنگ آباد (مہاراشٹر) میں امارت شرعیہ مرہٹھواڑہ کے تحت تفہیم شریعت کمیٹی قائم ہوئی، جو وہاں کے ممتاز علماء و وکلاء پر مشتمل ہے،اسی طرح حیدرآباد میں خواتین کے لئے ''تفہیم شریعت کمیٹی'' کا قیام عمل میں آیا۔

بورڈ کے تیئسویں اجلاس عام اجین منعقدہ ۲۲ تا ۲۴/مارچ ۲۰۱۳ء کے درمیان اوراس کے بعد تفہیم شریعت پر جو کام ہوا وہ حسب ذیل ہیں:

۲۲ تا ۲۴ مارچ ۲۰۱۳ء کو اجین میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا تئیسواں اجلاس منعقد ہوا، یہاں درمیانی شب میں مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے بورڈ کے منتخب ارکان ومدعوئین اجلاس کی ایک نشست رکھی گئی؛ تا کہ تفہیم شریعت کے کام کو فروغ دینے کے سلسلہ میں طریقہ کار سے متعلق مشورہ کیا جاسکے ؛ چنانچہ بڑے اہم مشورے سامنے آئے ،اس سلسلے میں بنیادی طور پر ایک مشترکہ مشورہ یہ تھا کہ پہلے اس موضوع پر دوتین دنوں کا ورکشاپ منعقد کیا جائے ، جس میں ان مسائل پر گفتگو کی جائے جن کو تفہیم شریعت پروگرام کے تحت لایا جانا چاہئے ، پھر مختلف ریاستوں میں تفہیم شریعت کمیٹی قائم کی جانی چاہئے ، نیز ایک ایسا مختصر لٹریچر بھی اردو، انگریزی اورمختلف زبانوں میں ہونا چاہئے جو غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کرتا ہو، اورجو اس موضوع پر گفتگو کرنے والوں کے لئے ایک کلید ثابت ہو۔

۳۱/مارچ ۲۰۱۳ء کو شولا پور میں تفہیم شریعت کے موضوع پر پروگرام ہوا جس سے اس حقیر نے خطاب کیا،شہر چونکہ مہاراشٹر، آندھراپردیش کے سنگم پر ہے، اس لئے اس میں پونہ، بیجاپور اورگلبرگہ سے بہت سے علماء واہل دانش آ گئے تھے۔

۱۴/اپریل ۲۰۱۳ء کو امارت شرعیہ بہار ،اڑیسہ وجھارکھنڈ کے زیر انتظام کلکتہ میں صبح ۹/تا بعد نماز ظہر مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب (ناظم امارت شرعیہ) کی صدارت میں تفہیم شریعت کا اجلاس منعقد ہوا، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب اوراس حقیر نے خطاب کیا اورسوالات کے جوابات دیئے گئے۔

۱۴-۱۵/مئی ۲۰۱۳ء کو تفہیم شریعت کمیٹی برائے خواتین حیدرآباد کی طرف سے قانون دانوں اورتعلیم یافتہ خواتین نیز معلمات وطالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی، افتتاحی اجلاس میں حیدرآباد میں موجود بورڈ کے اکثر ارکان نے شرکت کی، اورخطاب کیا،اس دوروزہ پروگرام میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحت آنے والے مسائل پر شہر کے ممتاز علماء وارباب افتاء نے گفتگو کی، اورسوالات کے جوابات دیئے، جناب جلیسہ سلطانہ یٰسین ایڈوکیٹ اوران کی رفقاء نے اس اجلاس کا انتظام کیا تھا۔

۳۰/جوان ۲۰۱۳ء کو امارت شرعیہ بہار اوراڑیسہ کے زیر انتظام جھارکھنڈ کے صنعتی شہر جمشید پور میں تفہیم شریعت کا پروگرام منعقد ہوا، اس میں رانچی اورجمشید پور کے علماء اوروکلاء کے علاوہ پورے ملک سے آئے ہوئے قضاۃ کی ایک بڑی جماعت بھی شامل تھی، یہ اجلاس امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ کی صدارت میں منعقد ہوا ، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اورمولانا عبیداللہ اسعدی کے علاوہ اس حقیر نے موضوع سے متعلق خطاب کیا۔

مؤرخہ ۴/مارچ ۲۰۱۴ء کو بعد نماز مغرب گودھرا (گجرات کے ایک کالج کے وسیع میدان میں) شہر اورمضافات کے علماء و وکلاء اوراصحاب دانش کا اجتماع ہوا، اورخواص کی بڑی تعداد شریک ہوئی، صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی اورصدر محترم کے حکم پر اس حقیر نے مسلم پرسنل لا سے متعلق ان مسائل پر گفتگو کی جن کے بارے میں غلط فہمی پائی جاتی ہے، نیز سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔

مؤرخہ ۲۲-۲۳/مارچ ۲۰۱۴ء کو حیدرآباد میں دوروزہ تفہیم شریعت ورکشاپ منعقد ہوا، جس میں حیدرآباد کے علاوہ دہلی کشمیر، پنجاب، راجستھان تملناڈ، کرناٹک، کیرالہ، مدھیہ پردیش، اتراکھنڈ اور گجرات وغیرہ سے علماء وارباب افتاء اورقانون داں حضرات نے شرکت کی (اس ورکشاپ کی رپورٹ

علیحدہ سے اسی رپورٹ کے ذیل میں شامل اشاعت ہے)۔

مؤرخہ ۲۰ مئی ۲۰۱۴ء کو جامع مسجد ممبئی میں تفہیم شریعت کا پروگرام منعقد ہوا، شہر کے وکلاء اور علماء واصحاب افتاء کی اچھی خاصی تعداد میں شرکت ہوئی، بورڈ کی لیگل کمیٹی کے چیئر مین ڈاکٹر یوسف حاتم مچھالا بھی شریک رہے، مفتی امان اللہ قاسمی شری وردھن نے صدارت کی، اس حقیر نے اور محترم مچھالا صاحب نے مسائل پر روشنی ڈالی، اور سوالات کے جوابات دیئے، ممبئی کے اردو اخبارات نے اسے نمایاں طور پر شائع کیا۔

ضمیمہ ۲

رپورٹ بابت ''مجموعہ قوانین اسلامی''

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ''آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ'' نے علمی جہت سے شریعت اسلامی کی تفہیم وتوضیح اور غلط فہمیوں کے ازالہ کا جو کام کیا ہے، وہ اس کی خدمات کا روشن باب ہے، اس سلسلہ میں سب سے امتیازی خدمت ''مجموعہ قوانین اسلامی'' کی تدوین ہے، جو بورڈ کے بانی جنرل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کی نگرانی میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تائید وتقویت سے انجام پائی ہے، اس مجموعہ میں مسلم پرسنل لا سے متعلق شرعی قوانین کو دفعہ وار مرتب کیا گیا ہے، معتبر کتب فقہ کے حوالہ جات بھی دئے گئے ہیں، اور بعض مسائل میں عصر حاضر کی ضرورتیں بھی پیش نظر رکھی گئی ہیں، اس مجموعہ کی ترتیب میں ملک کے اکابر علماء وارباب افتاء کی شرکت رہی ہے، چوں کہ ہندوستان میں اہل سنت والجماعت کی غالب ترین اکثریت فقہ حنفی کی متبع ہے، اس لئے اس مجموعہ کی ترتیب بنیادی طور پر فقہ حنفی کے مطابق ہے، بحمد اللہ اس مجموعہ کے کئے ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، اور اس کو ملک وبیرون ملک کے اہل علم کے درمیان پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

مختلف اہل علم کی طرف سے تقاضا تھا کہ اس مجموعہ میں بعض دیگر مسالک کا اضافہ کر دیا جائے، نیز بعض حضرات کی طرف سے ——— جن میں جسٹس شاہ محمد قادری صاحب کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے ——— توجہ دلائی گئی کہ کتاب میں بعض تعبیرات اگر چہ کہ درست ہیں؛ لیکن اندیشہ ہے کہ عدالتیں دانستہ یا نادانستہ ان کی غلط تشریح کر سکتی ہیں، اسی طرح بعض جگہ قدرے ابہام بھی پایا جاتا ہے، اگر ان کو مزید واضح نہ کیا جائے، تو عدالتیں اپنے طور پر وضاحت کریں گی، اور ہوسکتا ہے کہ یہ وضاحت شریعت اسلامی کے مغائر ہو؛ اس لئے ارباب افتاء وماہرین مزید اس پر ایک نظر ڈال لیں تو بہتر ہوگا، چنانچہ اس مجموعہ سے چار امور طئے کئے گئے، اور اس حقیر کو ذمہ داری دی گئی کہ وہ لیگل کمیٹی کے ذریعہ انہیں انجام دے:

۱۔ مجموعہ پر نظر ثانی
۲۔ حاشیہ پر فقہ شافعی کا اضافہ
۳۔ حاشیہ پر فقہ سلفی کا اضافہ
۴۔ حاشیہ پر فقہ جعفری کا اضافہ

نظر ثانی کے سلسلہ میں پہلا مرحلہ یوں طئے ہوا کہ جناب عبدالرحیم قریشی اور یہ حقیر متعدد بار جسٹس شاہ محمد قادری صاحب کے ساتھ بیٹھے، جسٹس صاحب کے ملاحظات نوٹ کئے، پھر ان کا تفصیلی چارٹ مرتب کیا، ان کی کچھ تجاویز تو محض تعبیر کو محتاط بنانے یا واضح کرنے سے متعلق تھیں، اور کچھ تجاویز فقہی اعتبار سے قابل غور تھیں، چنانچہ ان دوسری قسم کے مسائل پر سوالنامہ مرتب کر کے تقریباً سو علماء وارباب افتاء کو بھیجا گیا، جن میں سے آٹھ حضرات کے جوابات موصول ہوئے، نیز یہ چارٹ لیگل کمیٹی کے ان ارکان کو فراہم کیا گیا، جو اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے جمع کئے گئے تھے، مجموعہ پر غور کرنے کے لئے جو نشستیں رکھی گئیں، ان میں کمیٹی کے علماء ارکان کے علاوہ ملک کے مشہور دارالافتاء سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے نمائندوں کو روانہ فرمائیں، چنانچہ بعض حضرات اس دعوت پر تشریف بھی لائے، اس سلسلہ میں تین دنوں سے لیکر ایک ہفتہ تک متعدد نشستیں دہلی، لکھنؤ اور حیدرآباد میں منعقد ہوئیں، اور اس طرح یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ان نشستوں میں محترم جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب، حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب، حضرت مولانا مفتی اشرف علی صاحب (بنگلور) حضرت مولانا مفتی زین الاسلام صاحب الہ آبادی (دیوبند)، حضرت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب (لکھنؤ) حضرت مولانا محمد احسان الدین صاحب (دیوبند) حضرت مولانا محمد عبیداللہ اسعدی صاحب (باندہ)، حضرت مولانا مفتی محمد احمد دیولوی صاحب (گجرات)، حضرت مولانا مفتی صادق محی الدین صاحب (حیدرآباد)، مولانا ریاض احمد قاسمی صاحب (مونگیر)، مولانا شاہد علی قاسمی صاحب (حیدرآباد)، قاضی محمد کامل قاسمی صاحب (دہلی) اور مولانا اعجاز ارشد قاسمی صاحب وغیرہ نے بھی شرکت کی۔

اس خواندگی میں نہ صرف جسٹس قادری صاحب کے مشورے زیر غور آئے، بلکہ کمیٹی کے متعدد ارکان نے بھی مجموعہ کو پڑھا، اور انھیں جو باتیں قابل وضاحت محسوس ہوئیں، ان پر بھی غور کیا گیا، اس طرح یہ خواندگی مؤرخہ ۱۸ر دسمبر ۲۰۱۱ء کو مکمل ہوگئی۔

جو کچھ ترمیم کی گئی، اسے کمیٹی کے تمام ارکان نے نوٹ کیا تھا، چنانچہ

ان ترمیمات کے مطابق چند نسخے تیار کرنے کے لئے المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد میں تین نشستیں منعقد ہوئیں، جن میں جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اور راقم الحروف کے نسخوں کی روشنی میں چند نسخے تیار کئے گئے، اوران میں سے ایک نسخہ جسٹس شاہ محمد قادری صاحب کے حوالہ کیا گیا، انہوں نے بعض مجبوریوں کی وجہ سے ایک وقفہ کے بعد دوبارہ ترجمہ کا کام شروع کردیا ہے۔ اسی طرح نظر ثانی کے دوران محسوس ہوا کہ بہت سی جگہوں پر حوالہ کی عبارتیں نقل کرنے میں غلطی ہوگئی ہے، چنانچہ عبارتوں کے مقارنہ کا کام کیا گیا، اسی طرح کہیں کہیں مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا تھا، ان سے متعلق حوالہ کی عبارتوں کا بھی اضافہ کیا گیا۔

فقہ شافعی کی شمولیت کے لئے مسودہ کی تیاری کا کام بھٹکل کے چند علماء سے متعلق کیا گیا تھا، انہوں نے یہ مسودہ بورڈ کے حوالہ کردیا ہے، چنانچہ کمیٹی نے لکھنؤ میں بعض شافعی علماء کی شمولیت کے ساتھ اس مسودہ پر نظر ثانی کی، اور حسب ضرورت ان میں ترمیم کی، تاکہ مسائل میں تکرار باقی نہ رہے، اور تعبیر میں ایسا ابہام نہ پیدا ہوجائے کہ اس کی غلط تشریح کی جاسکے، البتہ چند مسائل وہ ہیں جن میں علماء احناف نے بھی ہندوستان کی صورتحال اور موجودہ سماجی احوال کو سامنے رکھ کر فقہ مالکی کی طرف عدول کیا ہے، علماء شوافع سے بھی اس سلسلہ میں غور کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ شافعی علماء اور ارباب افتاء نے اس سلسلہ میں جامعہ حسینیہ شری وردھنا (کوکن) اور جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں غور وفکر کے لئے نشستیں رکھیں، جس میں ان دونوں علاقوں کے علاوہ حیدرآباد اور کیرالہ سے بھی اہل علم شریک ہوئے، چنانچہ بعض امور پر شافعی ارباب افتاء کا اتفاق ہوگیا اور بعض پر نہ ہوسکا۔

اہل حدیث حضرات کی طرف سے عرصہ پہلے مسودہ موصول ہوچکا، فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے کام کے منہج اور ان کے منہج میں فرق ہے، اس لئے یکسانیت لانے کی غرض سے یہ مسودہ ضروری وضاحتوں کے ساتھ بورڈ کے معزز نائب صدر مولانا کاکا سعید عمری صاحب کے حوالہ کیا گیا ہے کہ وہ اسے جلد سے جلد پورا کردیں، لیکن ابھی تک یہ کام مکمل نہیں ہوا ہے۔

فقہ جعفری کا کام بورڈ کے نائب صدر مولانا سید کلب صادق کی ایماء پر معزز رکن مولانا محمد عقیل غروی صاحب کو حوالہ کیا گیا تھا، انہوں نے عرصہ پہلے مطلع کیا تھا کہ یہ کام مکمل ہوچکا ہے، لیکن بار بار گذارش کرنے کے باوجود ہمیں وصول نہیں ہوپایا۔

غرض کہ فقہ حنفی کے نقطۂ نظر سے اردو میں کام مکمل ہوچکا ہے، اور اب اسے شائع کیا جاسکتا ہے، اور انگریزی کا ترجمہ بھی جاری ہے، امید ہے کہ مستقبل قریب میں یہ کام مکمل ہوجائے گا۔ واللہ ہوالمستعان۔ فقہ شافعی والا کام بھی مکمل ہے؛ البتہ لیگل کمیٹی کو اس پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

۲۷؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

خالد سیف اللہ رحمانی

۲۷؍مئی ۲۰۱۴ء

ضمیمہ۵

اعلامیہ اجلاس مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جلگاؤں (مہاراشٹر) یکم جون ۲۰۱۴ء

۱۔ ہندوستان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے باشندے مختلف مذاہب اور مختلف طبقات پر مشتمل ہیں، اسی وجہ سے ہندوستان کے دستور میں یہاں کے شہریوں کو مساویانہ حق دیا گیا ہے اور ملک کا دستور سیکولر ہے جس کی بنا پر مسلمانوں کو اپنے مذہبی، ملی، تعلیمی اور سماجی تقاضوں کو پورا کرنے کا پورا حق حاصل ہے، ملک کے سیاسی حالت کے فرق سے مسلمانوں کے اس حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہمارا یہ اجلاس ملت اسلامیہ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی اس ملکی اور ملی حیثیت کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ وہ ایک داعی امت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی شریعت سے نوازا ہے، جسمیں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور اس میں ہر طرح کی صورت حال کے لئے رہنمائی کی گئی ہے، اس لئے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ دین حق پر ثابت قدم رہیں، اپنی پوری زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور سیاسی نشیب وفراز سے قطع نظر اپنی مکمل دینی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں۔

۲۔ ہم اس ملک میں برابر کے شہری ہیں، اس ملک کی تعمیر میں ہمارا حصہ دوسرے ابنائے وطن سے کم نہیں ہے، اس کی آزادی کی جدوجہد میں ہمارے بزرگوں کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں، ہم نے اپنے اسلامی وجود اور تشخص کے بھرپور تحفظ کے ساتھ اور ملک کی ترقی میں بھرپور مثبت کردار ادا کرتے ہوئے یہیں جینے اور مرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہمیں اس ملک سے محبت ہے، اس ملک کے دستور نے سیکولرزم کی بنیاد پر سب کو مساوی حق دیا ہے، لہٰذا ایک محبّ وطن گروہ کی حیثیت سے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس ملک میں اس کی اس خصوصیت کا تحفظ کریں، اس جمہوری اقدار کو باقی رکھنے کی کوشش کریں، موجودہ دستور کے مطابق ملک کا نظام چلے اس کو یقینی بنائیں، اور حکومت یا عوام کی جانب سے اگر اس خصوصیت کے خلاف کوئی قدم اٹھایا گیا تو اس کا مقابلہ کریں، تاکہ کسی گروہ کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی کا ذریعہ نہ بنے۔

۳۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کی غالب اکثریت امن، بھائی چارہ، باہمی

رواداری اور مختلف مذہبی اور لسانی گروہوں کے ساتھ عدل و انصاف کے رویہ کو پسند کرتی ہے، اور مذہبی معاملات میں ایک دوسرے کا احترام اور عدم مداخلت کی قائل ہے اس لئے ہمیں یہ بھی چاہئے کہ برادران وطن تک مسلمانوں کے احساسات حکمت، سنجیدگی اور دلائل کے ساتھ پہنچائے جائیں کہ مسلمان نہ برادران وطن کے مذہبی معاملات میں مداخلت چاہتے ہیں ان کو نہ خود اپنے پرسنل لا میں کسی طرح کی دخل اندازی گوارا ہے، اور نہ قانون شریعت پر عمل کرنے کی ان کی یہ خواہش کسی طبقے کی مخالفت پر مبنی ہے، اس لئے وہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کا تعاون کریں اور ان کے درد کو سمجھیں۔

۴۔ باہمی اتفاق و اتحاد قرآن و حدیث کا منصوص حکم ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنے اختلافات کی شدت کو کم کرنا چاہئے مسلکی اور گروہی اختلافات کو صرف علمی حدود تک محدود رکھنا چاہئے اور ان کو عوام میں لانے اور اشتعال پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو صراحت قرآنی کے مطابق ہماری ہوا خیزی ہوگی اور ہم عزت کے ساتھ اس ملک میں رہنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

۵۔ یہ اجلاس حکومت ہند پر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے کہ موجودہ حکومت کسی ایک مذہب یا طبقہ کی نمائندہ نہیں ہے، لہذا ملک کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے، مختلف گروہوں کا اپنے پرسنل لا پر عمل کرنا دستور میں دیئے گئے بنیادی حقوق میں شامل ہے، اگر کوئی حکومت یکساں سول کوڈ لانے کی کوشش کرتی ہے تو یہ ملک کے دستور کے مغائر ہے، اور یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ مختلف اقلیتوں اور خود برادران وطن کی مختلف ذاتوں کا بھی مسئلہ ہے، جو عائلی زندگی میں اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اسی طرح ان بہت سے قبائلی طبقات کا بھی مسئلہ ہے جنہوں نے حکومت ہند سے معاہدے میں اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کے حق کو بطور شرط کے شامل کیا ہے، اس لئے یونیفارم سول کوڈ لانے کی کوشش اتحاد کی بجائے افتراق کا ذریعہ ہوگی، ہمارے وطن عزیز کا اصل امتیاز اور اس کا حسن اسی میں ہے کہ وہ مختلف قوموں اور تہذیبوں کا گلدستہ ہے، کثرت میں وحدت کا یہ تصور اس ملک میں امن و اخوت کے بقاء اور پوری دنیا میں اس کی نیک نامی کا ذریعہ ہے، اور یہی آئین ہند کی اسپرٹ ہے، اس لئے حکومت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بے فائدہ مسائل میں الجھنے اور الجھانے کی بجائے ملک کی ترقی، غربت سے لڑائی، کرپشن کے خلاف جدوجہد اور عدل و انصاف جیسے اہم مسائل پر توجہ دے۔

۞۞۞

بقیہ: مہر- احکام ومسائل

حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، آپ نے فرمایا: تمہاری زرہ کہاں ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا: وہ میرے پاس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہی اس کو دیدو (ابوداؤد: ۱۸۱۶)۔

دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت علیؓ نے وہ زرہ دیدی، اور آپ ﷺ نے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت فاطمہؓ کو ادا کردی۔

تاہم حسب معاہدہ تاخیر سے بھی مہر ادا کی جاسکتی ہے، اور آج کل عموماً نکاح کے وقت مہر ادا نہیں کیا جاتا ہے، اور نوٹوں کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس لئے بہتر ہے کہ سونا یا چاندی کو مہر بنایا جائے۔

مہر کے احکام:

اگر عقد نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جائے تو بھی نکاح درست ہوجاتا ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ عقد نکاح کے وقت ہی مہر مقرر کرلیا جائے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، اس اعتبار سے مہر کے مختلف احکام ہیں:

۱- عقد نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا ہے، اور میاں بیوی کے درمیان تنہائی بھی ہو چکی ہے، تو پورا مقررہ مہر واجب ہوگا۔

۲- نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا ہو لیکن میاں بیوی کی تنہائی میں ایک ساتھ ملنے سے پہلے جدائی ہوگئی تو مقررہ مہر کا نصف واجب ہوگا۔

۳- نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور میاں بیوی کی تنہائی میں ملاقات ہوگئی تو مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر مثل سے مراد اس عورت کے ددھیالی خاندان کی عورتوں کا عمومی مہر ہے، جو عمر، مالداری، خوبصورتی، عقل و اخلاق اور کنوار پن میں اس لڑکی کے برابر ہو۔

۴- مہر بھی مقرر نہ ہوا ہو اور میاں بیوی کے تنہائی میں ملنے سے پہلے علیحدگی ہوگئی، تو متعہ واجب ہوگا۔

۞۞۞

مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں

(مختصر رپورٹ)

مرتب: وقارالدین لطیفی

● بورڈ کے ترجمان سہ ماہی خبر نامہ تازہ شمارہ جولائی تا ستمبر۲۰۱۴ءآپ کے ہاتھ میں اس کے اندر بورڈ کی مجلس عاملہ جلگاؤں کی روداد بروقت ارکان کی خدمت میں بھیجدی گئی تھی، اور وہی روداد افادۂ عام کی غرض سے علیحدہ سے اس شمارہ میں شامل ہے، اسی طرح دارالقضاء کمیٹی کی طرف سے ستمبر مہینہ میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مذاکرۂ علمی منعقد ہوا تھا جس کی روداد بھی افادۂ عام کی غرض سے الگ سے اس شمارہ میں شامل کیا گیا ہے۔

● ۸؍جون۲۰۱۴ءکومشہور روزنامہ سیاست حیدرآباد نے جناب ظفر آغا صاحب کا ایک مضمون ''جذباتی قیادت کی ناعاقبت اندیشی'' کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع کیا تھا جسمیں آغا صاحب نے بورڈ پر بھی حملہ کیا تھا، بورڈ کے اسسٹنٹ جنرل سکریٹری جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے ایڈیٹر سیاست کے نام مؤرخہ ۲۳؍جون۲۰۱۴ءکو بعنوان ''بے خبر صحافی کی یاوہ گوئی'' حسب ذیل تفصیلی خط بھیجا اس درخواست کے ساتھ کہ وہ اس کو شائع کریں۔

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ سیاست، حیدرآباد/بنگلور

السلام علیکم:۔

آپ کے مؤقر روزنامہ کے ۸/جون۲۰۱۴ءکے سنڈے ایڈیشن میں ''جذباتی قیادت کی ناعاقبت اندیشی'' کے زیرعنوان ظفر آغا نامی صحافی کی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پر بے بنیاد اور جذبات بھری تنقید دیکھ کر بڑا افسوس ہوا۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا جلگاؤں میں اجلاس ہوا اس میں حالات حاضرہ پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا۔ اس میں کہیں یہ جملہ نہیں ہے ''اگر آئین میں چھیڑ چھاڑ کی گئی تو اس کے نتائج خطرناک ہوں گے''۔ آگے میں پورا اعلامیہ جو صحافت کو جاری کیا گیا نقل کررہا ہوں۔ ناظرین کرام خود دیکھ لیں' ظفر آغا صاحب کیا پینک میں تھے نہیں معلوم' نہیں معلوم' کہیں پڑھا یا خود ذہن میں جملہ بنالیا اور پھر مسلم پرسنل لا بورڈ پر اپنی دل کی بھڑاس نکالی۔ ایک اور بات یہ ہے کہ اس جملہ میں کہاں کوئی جذباتیت ہے یہ تو صرف آگاہ کرنا ہیکہ اگر آئین سے چھیڑ چھاڑ کی تو اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔ یونیفارم کوڈ کی تدوین کے لئے دستور کے دفعات 371G' 371A اور چھٹے شیڈول کے پیراگرف۱۲ کو حذف کرنا پڑے گا جس سے ناگاؤں میزوں اور آسام کے قبائیلوں میں بے چینی پیدا ہوگی اور ہندو برادران وطن کی اکثریت جو پشت ہا پشت سے چلے آرہے رواج پر چل رہے ہیں ان میں ہیجان پیدا ہوگا۔ یہ جملہ تو صرف خبردار کرنا ہے۔

بڑا تعجب ہوا اور افسوس کہ اتنا نامور صحافی اور حقائق سے بالکل بے خبر اور لاعلم' 1986 میں بابری مسجد کا تالا کھلنے کے بعد بابری مسجد کی جو کمیٹیاں بنیں وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے نہیں بنوائیں اور نہ بابری مسجد کے مسئلہ کو ہاتھ میں لیا۔ بابری مسجد رابطہ کمیٹی سید شہاب الدین صاحب نے بنائی اور وہی اس کے صدر تھے۔ ان سے علیحدہ ہوکر جناب سلطان صلاح الدین اویسی صاحب اور جناب ظفر یاب جیلانی ایڈوکیٹ نے بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے نام سے کمیٹی بنائی۔ تالا کھلنے کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کوئی مہم نہیں چلائی۔ یہ ہے ظفر آغا صاحب کی بے خبری کا حال کہ اس مہم کو مسلم پرسنل لا بورڈ سے جوڑ دیا۔ ان کمیٹیوں نے جلسے کئے ان میں بابری مسجد کے تعلق سنگھ پریوار کی سازش پر تنقید کی گئی کیا ظفر آغا صاحب یہ چاہتے تھے کہ یہ کمیٹیاں بی جے پی اور وی ایچ پی کو سر جھکا کر کہیں کہ بابری مسجد کا تالا کھلوا کر تم نے بڑا اچھا کام کیا آؤ ہم تم کو گلے لگاتے ہیں۔

ہاں مسلم پرسنل لا بورڈ نے یہ ضرور کہا کہ مسجد اپنے قیام سے قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے مگر بورڈ نے بابری مسجد کے انہدام کے سانحہ

کے بعد کہا کیونکہ بعض گوشوں میں خیال یہ تھا کہ انہدام کے بعد مسجد باقی نہیں رہی اس لئے یہ کہہ کر واضح کیا گیا جس جگہ مسجد تھی، عمارت کے توڑ دیے جانے کے بعد بھی وہ جگہ مسجد ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے 1986ء تالا کھلنے کے بعد بابری مسجد کے مسئلہ کو ہاتھ میں نہیں لیا بلکہ دسمبر 1992ء میں اس کے انہدام کے بعد اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ ظفر آغا صاحب شاید یہ سمجھتے ہیں کہ عمارت گرا دیے جانے کے بعد مسجد باقی نہیں رہتی۔ مسلمان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ مسجد کی جگہ تا قیامت مسجد رہتی ہے۔ اب آپ مسلم پرسنل لا بورڈ کے جلگاؤں اجلاس کے اعلامیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

'' یکم/جون ۲۰۱۴ء

۱۔ ہندوستان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے باشندے مختلف مذاہب اور مختلف طبقات پر مشتمل ہیں، اسی وجہ سے ہندوستان کے دستور میں یہاں کے شہریوں کو مساویانہ حق دیا گیا ہے اور ملک کا دستور سیکولر ہے۔ جس کی بنا پر مسلمانوں کو اپنے مذہبی اور ملی، تعلیمی اور سماجی تقاضوں کو پورا کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ ملک کے سیاسی حالت کے فرق سے مسلمانوں کے اس حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہمارا یہ اجلاس ملت اسلامیہ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی اس ملکی اور ملی حیثیت کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ وہ ایک داعی امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی شریعت سے نوازا ہے، جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور اس میں ہر طرح کی صورت حال کے لئے رہنمائی کی گئی ہے، اس لئے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ دین حق پر ثابت قدم رہیں اپنی پوری زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور سیاسی نشیب وفراز سے قطع نظر اپنی مکمل دینی شناخت کے ساتھ گذاریں۔

۲۔ ہم اس ملک میں برابر کے شہری ہیں، اس ملک کی تعمیر میں ہمارا حصہ دوسرے ابنائے وطن سے کم نہیں ہے، اس کی آزادی کی جدوجہد میں ہمارے بزرگوں کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں ہم نے اپنے اسلامی وجود اور تشخص کے بھرپور تحفظ کے ساتھ اور ملک کی ترقی میں بھرپور مثبت کردار ادا کرتے ہوئے یہیں جینے اور مرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہمیں اس ملک سے محبت ہے اس ملک کے دستور نے سیکولرزم کی بنیاد پر سب کو مساوی حق دیا ہے، لہذا ایک محبِّ وطن گروہ کی حیثیت سے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس ملک میں اس کی اس خصوصیت کا تحفظ کریں، اس کی جمہوری اقدار کو باقی رکھنے کی کوشش کریں، موجودہ دستور کے مطابق ملک کا نظام چلے اس کو یقینی بنائیں، اور حکومت یا عوام کی جانب سے اگر اس خصوصیت کے خلاف کوئی قدم اٹھایا گیا تو اس کا مقابلہ کریں، تاکہ کسی گروہ کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی کا ذریعہ نہ بنے۔

۳۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کی غالب اکثریت امن، بھائی چارہ، باہمی رواداری اور مختلف مذہبی اور لسانی گروہوں کے ساتھ عدل وانصاف کے رویہ کو پسند کرتی ہے اور مذہبی معاملات میں ایک دوسرے کا احترام اور عدم مداخلت کی قائل ہے اس لئے ہمیں یہ بھی چاہئے کہ برادران وطن تک مسلمانوں کے احساسات حکمت سنجیدگی اور دلائل کے ساتھ پہنچائے جائیں کہ مسلمان نہ برادران وطن کے مذہبی معاملات میں مداخلت چاہتے ہیں ان کو نہ خود اپنے پرسنل لا میں کسی طرح کی دخل اندازی گوارا ہے۔ اور نہ قانون شریعت پر عمل کرنے کی ان کی یہ خواہش کسی طبقے کی مخالفت پر مبنی ہے اسلئے وہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کا تعاون کریں اور ان کے درد کو سمجھیں۔

۴۔ باہمی تعاون واتحاد قرآن وحدیث کا منصوص حکم ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنے اختلافات کی شدت کو کم کرنا چاہئے اور مسلکی اور گروہی اختلافات کو صرف علمی حدود تک محدود رکھنا چاہئے اور ان کو عوام میں لانے اور اشتعال پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو صراحت قرآنی کے مطابق ہماری ہوا خیزی ہوگی اور ہم عزت کے ساتھ اس ملک سے رہنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

۵۔ یہ اجلاس حکومت ہند پر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے کہ موجودہ حکومت کسی ایک مذہب یا طبقہ کی نمائندہ نہیں ہے لہذا ملک کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے مختلف گروہوں کا اپنے پرسنل لا پر عمل کرنا دستور میں دیئے گئے بنیادی حق میں شامل ہے اگر کوئی حکومت یکساں سول کوڈ لانے کی کوشش کرتی ہے تو یہ ملک کے دستور کے مغائر ہے اور یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ مختلف اقلیتوں اور خود برادران وطن کی مختلف ذاتوں کا بھی مسئلہ ہے جنہوں نے حکومت ہند سے معاہدے میں اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کے حق کو بطور شرط کے شامل کیا ہے، اس لئے یونیفارم سول کوڈ لانے کی کوشش اتحاد کی بجائے افتراق کا ذریعہ ہوگی۔

ہمارے وطن عزیز کا اصل امتیاز اور اس کا حسن اس میں ہے کہ وہ مختلف قوموں اور تہذیبوں کا گلدستہ ہے کثرت میں وحدت کا یہ تصور اس ملک میں امن واخوت کے بقاء اور پوری دنیا میں اس کی نیک نامی کا ذریعہ ہے اور یہی آئین ہند کی اسپرٹ ہے اس لئے حکومت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بے فائدہ مسائل میں الجھنے اور الجھانے کی بجائے ملک کی ترقی، غربت سے لڑائی، کرپشن کے خلاف جدوجہد اور عدل وانصاف جیسے اہم مسائل پر توجہ دے۔''

ظفر آغا صاحب نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے خلاف یا وہ گوئی کر کے خود اپنی حیثیت عرفی کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور سیاست جیسے باوقار روز نامہ کے ناظرین کو گمراہ کیا ہے۔

حیدرآباد اور بنگلور دونوں ایڈیشنوں میں اس وضاحت کو شائع فرما کر روز نامہ سیاست کے وقار کو برقرار رکھئے۔

اصلاح معاشرہ:

- یکم ودوجون کو بورڈ کے فعال رکن مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے بورڈ کی مجلس عاملہ جلگاؤں کے معاً بعد اصلاح معاشرہ اور دارالقضا پر ایک اہم اجلاس مالیگاؤں میں منعقد کیا جسمیں بورڈ کے معزز ارکان وذمہ داران کے علاوہ مالیگاؤں واطراف کے علماء ودانشور اور معززین نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں بھر پور تعاون دیا۔ اجلاس اصلاح معاشرہ کی مختصر روداد حسب ذیل ہے:

مسلمانوں کو نظر انداز کر کے اس ملک میں قانون سازی نہیں کی جاسکتی۔ موجودہ حالات سے مسلمانوں کو مایوس ہونے نیز خوف ودہشت میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کا واضح اور بامقصد پیغام نیز اظہار خیال آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے دیا۔ موصوف گزشتہ شب بڑی مالیگاؤں ہائی اسکول گراؤنڈ پر منعقد تحفظ شریعت کانفرنس کی صدارت کر رہے تھے۔ یہاں اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے کہا ہر شخص کو اپنے مذہبی اصولوں کے ساتھ جینے کا حق واختیار حاصل ہے اور اگر حکومت اس سلسلہ کو توڑتی ہے تو یہ وعدہ شکنی ہے اور ہمیں لازم ہے کہ ہم قانون شریعت کے تحفظ کے لئے آمودہ عمل ہوں کیونکہ زندگی میں ایسے معاملات ومسائل آتے رہتے ہیں اور مسلم پرسنل لا بورڈ حالات وواقعات کے پیش نظر اقدامات کرنے میں سرگرم ہو جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وہ واحد پلیٹ فارم ہے جس نے اپنے قیام سے لے کر آج تک ملک کے مسلمانوں کے مختلف مسائل کی یکسوئی کے لئے عدالتوں سے لے کر حکومت وقت تک ہر محاذ پر دوٹوک نمائندگی کرتے ہوئے اپنے حق کی لڑائی لڑی ہے۔ مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے ماضی کی مختلف تحریکات اور نمائندگی کے حوالے سے کہا کہ جس وقت سپریم کورٹ کے جج جسٹس کاٹجو نے داڑھی پر ریمارک دیا اور اسے طالبانی کلچر قرار دیا تو اس کے خلاف بورڈ نے ہی سخت موقف اختیار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم عدالتوں کا بے حد احترام کرتے ہیں لیکن شریعت میں مداخلت برداشت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بورڈ کی نمائندگی کے بعد پہلی بار کسی جج نے اپنے ریمارک پر معافی طلب کی۔ موصوف نے کہا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ ڈائریکٹ ٹیکسیز کوڈ، لازمی حق تعلیم اور وقف کے تحفظ کے لئے جو کام کیا ہے وہ اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ وقف املاک کے تحفظ میں ایمانداری برتی جائے تو حکومت کو اتنی آمدنی ہوگی کہ وہ قرض بھی دے سکتی ہے۔ لیکن آج وقف کی املاک کو تباہی سے بچانے کے لئے وہ کوشش نہیں کی جارہی ہے جو ہونا چاہئے۔ اسی طرح لازمی حق تعلیم قانون پر بھی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ماضی کے فروغ انسانی وسائل کے وزیر کپل سبل سے دوٹوک نمائندگی کرتے ہوئے مدارس اور اقلیتی اداروں کو تحفظ دیا۔ یہی حال ڈائریکٹ ٹیکسیز کوڈ کا بھی رہا ہے۔ مساجد نیلام ہونے سے بچ گئیں۔ ورنہ اس قانون کے ذریعے مدارس اور مسجد کے ساتھ فلاحی اداروں پر بھی ضرب پڑنے والی تھی۔

اس سے قبل آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن معروف عالم دین مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی نے اپنی بصیرت افروز تقریر میں کہا کہ ہم ذرائع ابلاغ سے حالات سمجھنے پر آمادہ ہیں لیکن قرآن سے روشنی حاصل کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے جب کہ معاملات زندگی چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی ہر محاذ پر ہمیں قرآن سے رہنمائی ملتی ہے۔ موصوف نے کہا کہ آج ہر شخص خطرہ محسوس کر رہا ہے کہ اقتدار تنگ نظر ہاتھوں میں چلا گیا ہے ایسے میں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ اللہ پاک کا فیصلہ ہے اور اللہ کے فیصلے کو اللہ کے سوا کوئی بدل نہیں سکتا۔ انہوں نے نوجوان نسل کو سڑکوں

اور ہوٹلوں پر بیٹھ کر وقت کی بربادی نہ کرنے کا مشورہ دیا۔اور آپ یہ عہد کریں کہ گھریلو زندگی کو قرآن کی روشنی میں بسر کرنے کا ماحول پیدا کریں۔ خصوصاً اپنے نوجوان بچوں کی تربیت پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دیں۔

ڈاکٹر ظہیر قاضی صاحب نے کہا کہ تغیر پذیر حالات میں سیکولرازم کے طرفداروں کی بھی منفی ووٹ دیتے ہیں۔نئی قیادت سے ہمیں خوف کھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم اپنا احتساب بھی کریں۔اور تعلیمی میدان میں سرگرم ہوں تا کہ ہم اپنے جمہوری حق وانصاف کے لئے لڑسکیں۔مایوسی کفر ہے بس حوصلہ مندی کے ساتھ اپنے وجود کو برقرار رکھیں۔مہاراشٹر جماعت اسلامی صدر توفیق اسلم خان صاحب نے کہا کہ ہمارے دین نے زندگی کے تمام گوشوں کی رہنمائی کی ہے حالات وواقعات کے پیش نظر موصوف نے کہا کہ مسلم پرسنل لا کبھی بھی تبدیل نہیں ہوگا، بورڈ ہمارا رہنما ہے جو فیصلہ کرے گا ہم اس پر عمل پیرا ہوں گے، آپ نے کہا کہ سودی لین دین کے نظام سے چھٹکارا پانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم مالیاتی ادارے قائم کریں، انہوں نے یاد دلایا کہ 1924ء میں خلافت ختم ہوئی اور 1925ء میں آر ایس ایس کا قیام عمل میں آیا۔وہیں 67,68 میں مجلس مشاورت قائم ہوئی۔اور چند برسوں بعد بکھر گئی، بہر کیف حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم متحد ومنظم رہیں، اور یہ عہد کریں کہ شریعت میں مداخلت کی گئی تو مسلمان اپنے آپ کو قربان کر دیں گے۔

مقامی شیعہ اثناعشری جماعت کے عالم دین مولانا سید حیدر عباس صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ۴۰ برس قبل مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔ضروری ہے کہ ہمیں جذبہ اتحاد کے ساتھ ساتھ چلنا ہے۔ موصوف نے زور دے کر کہا کہ سیاست میں بھی اسلام کے اصولوں کی روشنی میں دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔کیونکہ اسلام نے جو کچھ دیا ہے وہ کسی اور نے نہیں دیا ہے۔ساری داستان کھلی ہے ہم کل بھی تھے اور آج بھی ہیں اور کل بھی رہیں گے بس ہمیں اپنے کردار وعمل سے اندھیری دنیا کو روشناس کرائیں۔مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب نے دوران تقریر کہا کہ ہمارا ایک مشن ہے، ہم اللہ کے سوا اور کہیں سرخم نہیں کرتے، ہم میں اچھا وہ ہے وہ خدا کے احکامات پر زندگی بسر کرتا ہے ہمیں اقتدار کی تبدیلی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کمال احمد فاروقی صاحب نے اپیل کی کہ ہمیں پیدا شدہ حالات میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے۔یہ ملک ہمارا ہے جس کی آزادی کے لئے ہم نے قربانیاں دی ہیں کسی کے آنے جانے سے کچھ نہیں بگڑتا۔ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، لہذا ہم حوصلہ نہ ہاریں۔

مولانا اطہر علی اشرفی صاحب حالات حاضرہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ حالات کی سنگینی کے باوجود بورڈ نے بھرپور نمائندگی کی ہے انہوں نے المیہ قرار دیا کہ مسلم معاشرہ میں طلاق عام ہو چکا ہے، جو ہمارے لئے تشویش ناک ہے، بہتر ہوگا کہ ایسے مسائل دارالقضاء میں نمٹائے جائیں اور عدالت جانے کی نوبت نہ آئے۔آپ نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اپنا احتساب کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ ایک طرف پرسنل لا قائم رکھنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف سے ہم عدالت بھی پہونچتے ہیں، اس رویے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ایڈوکیٹ محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنا احتساب کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے دنیا کو بتایا کہ ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں، ناپ تول میں فرق نہیں کرتے، کسی کا شرعی حق غصب نہیں کرتے، آخر ہماری شناخت کیا ہے، کیونکہ مسلمان وہی ہے جو چوری اور حق تلفی نہیں کرتا ۔آج تقاضائے وقت ہے کہ ہم دین حق کو اپنا میزان بنائیں۔راست بازی کا راستہ اختیار کریں۔مولانا موصوف نے مسلم پرسنل لا کی تاریخ بھی بیان کی۔ آپ نے کہا کہ کچھ ایسے عدالتی فیصلے ہوئے کہ بورڈ کو میدان میں آنا پڑا کیونکہ عدالت میں جانے والے مسلمان ہی نہیں۔لہذا ہمیں دن حق کے راستے پر چلنے کی ضرورت ہے۔آپ نے واضح کیا کہ سول کوڈ سے نہ صرف مسلمان بلکہ دوسرے بھی متاثر ہوں گے۔اور معاشرہ میں خلفشار پیدا ہوگا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر مسلم بھی اس احتجاج میں شریک ہوں۔مقامی امیر جماعت اسلامی فیروز اعظمی صاحب نے دوران تقریر کہا کہ تاریخی اجلاس کا تقاضہ ہے کہ مسلمان اتحاد کا راستہ اختیار کریں۔آج ہمیں اتحاد باہمی کی ضرورت ہے، تا کہ ہم شریعت کی روشنی میں زندگی بسر کریں۔اور اختلاف سے پرہیز کریں۔ نظامت مفتی حسنین محفوظ نعمانی صاحب اور شاکر شیخ صاحب نے انجام دی۔ جب کہ اسٹیج پر مولانا عبدالاحد ازہری صاحب، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب، مولانا مفتی محمد اسماعیل قاسمی صاحب، مولانا عبدالحمید ازہری صاحب، صوفی غلام رسول قادری صاحب، اسحق سیٹھ زروالے صاحب، وغیرہ

موجود تھے۔ جب کہ پروگرام میں مولانا عبدالحمید جمالی، مولانا محمد ایوب قاسمی، حاجی خلیل الرحمٰن ناولٹی، مولانا شکیل، اظہر سیٹھ ایولے والے، مولانا حبیب الرحمٰن سمیت سرکردہ افراد موجود تھے۔

اسی اجلاس کے دوران شہر مالیگاؤں و اطراف کے مسلمانوں کی جانب سے بورڈ کے رکن مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب مالیگاؤں کے بزرگ عالم دین ورکن بورڈ حضرت مولانا قاضی عبدالاحد ازہری صاحب نے بورڈ کے اسسٹنٹ جنرل سکریٹری جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اور سکریٹری بورڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی خدمت میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذریعہ کاموں کی انجام دہی کے لئے پانچ لاکھ روپے کا گرانقدر تعاون پیش فرمایا۔

دارالقضاء

مالیگاؤں میں دارالقضاء کے موضوع ۴ پر ہونے والے پروگرام کی روداد حسب ذیل ہے۔

مسلمان اپنے عائلی مسائل کے لئے دارالقضاء سے رجوع ہوں، علمائے کرام اور حفاظ عظام کی ضرورتوں کا خیال رکھنا بڑی نیکی وسعادت ہے۔ شریعت کی پاسداری کے لئے جذبہ احساس و بیداری نیز دارالقضاء کے فیصلے کو صدق دل سے قبول کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ اس طرح کے جملوں کا اظہار علمائے کرام نے کیا۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اکابر علماء کی شہر آمد کے موقع پر کل شب دارالقضاء معہد ملت کا ۴۰ سالہ جشن غربید مسجد میں منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت مفکر اسلام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے کی۔ اپنی معرکۃ الآراء گفتگو میں موصوف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بات کا اظہار کیا کہ علماء اور حفاظ عظام کی ضرورتوں کا خیال رکھنا بڑی نیکی وسعادت ہے۔ انہوں نے مسلمانان مالیگاؤں کو مبارکباد پیش کی کہ آپ نے دارالقضاء کے قاضی مولانا عبدالاحد ازہری صاحب کا اعزاز کرکے اپنی نیک نامی میں اضافہ کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دارالقضاء کا اعزاز نہیں بلکہ مسلمانان مالیگاؤں کا اعزاز ہے۔ موصوف نے کہا کہ علماء اور حفاظ کی جماعت دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتی ہے۔ اللہ نے انہیں ملت کی خدمت کے لئے کھڑا کیا ہے، یہ اللہ کے کارخانے کے وہ بنیادی کل پرزے ہیں جن پر اس دنیا اور کائنات کا نظام ٹکا ہوا ہے۔ انہیں برا بھلا مت کہو، موصوف نے علماء وحفاظ کا احترام کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ عامۃ المسلمین کو چاہئے کہ انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنالیں اور علماء، حفاظ کی خدمت ایک تسلسل کا نام ہے۔

اس سے قبل تقریر کرتے ہوئے مفتی محمد قاسم مظفر پوری صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگر عامۃ المسلمین میں تنازعہ پیدا ہوجائے تو اسے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان دارالقضاء کے فیصلے کو قبول کریں کیونکہ یہاں کتاب و سنت کی روشنی میں اور شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ایڈوکیٹ محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہر دور میں دارالقضاء کی اہمیت وافادیت رہی ہے لیکن موجودہ دور میں اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے انہوں نے یکساں سول کوڈ کے تناظر میں کہا کہ یکساں سول کوڈ کی ضرب نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیروں پر بھی پڑے گی اور اس قانون کی وجہ سے ملک کا اتحاد پارہ پارہ ہوجائے گا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ شریعت کے تحفظ و بقاء کے لئے دارالقضاء قائم کئے جائیں اور مسلمان اپنے معاملات کو عدالتوں میں نہیں بلکہ دارالقضاء میں لے جائیں اور یہاں کے فیصلے کو خندہ پیشانی سے قبول کرلیں۔ ایڈوکیٹ محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے یہ بھی کہا کہ دارالقضاء کے ذریعے ہی ہم شریعت کا تحفظ کرسکتے ہیں کیونکہ عدالتوں کے بہت سارے فیصلے شریعت سے متصادم ہورہے ہیں اور اس کے اثرات مسلم معاشرے پر نمایاں ہیں۔

پروگرام کی ابتداء میں مولانا سعید احمد ملی صاحب کی تیار کردہ دارالقضاء مالیگاؤں کی ۴۱ سالہ رپورٹ کی خواندگی حافظ زبیر ملی صاحب نے کی۔ استقبالیہ کلمات مفتی حسنین محفوظ نعمانی صاحب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مالیگاؤں کا دارالقضاء معہد ملت کی کوششوں کا ایک برمحل اور تعمیری کارنامہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ قضاء کی راہ مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اپنی رپورٹ میں انہوں نے کہا کہ مالیگاؤں میں دارالقضاء میں اب تک 2454 مقدمات دائر ہوئے اور اب تک فیصل شدہ مقدمات کی تعداد 2411 ہے جب کہ 43 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ اس موقع پر مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب، مفتی حامد ظفر ملی رحمانی صاحب نے سپاس نامہ کی خواندگی کی اور اسے مولانا عبدالاحد ازہری صاحب، مولانا سعید احمد ملی

قاسمی صاحب اور مفتی حسنین صاحب کو تحائف کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ابتداء میں مولانا یاسین ذوق اختر صاحب نے دارالقضاء پر نظم پیش کی۔ نظامت مولانا زبیر احمد ملی نے کی۔ اس موقع پر یہاں مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس کو کامیاب کرنے میں معاونت کرنے والے سرکردہ افراد، تنظیموں کے ذمہ داران اور اخباری نمائندوں کو تحائف دیئے گئے۔

تفہیم شریعت:

● دارالقضا امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے بورڈ کی تفہیم شریعت کا پروگرام صوبہ کے مختلف شہروں میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جسمیں ۲۵ رمئی ۲۰۱۴ء کو شمسی کمپلکیس آرہ موڑ دھنباد میں اس سلسلہ کا پہلا پروگرام بورڈ کے رکن مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جسمیں صدر اجلاس نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اسلامی قوانین پوری انسانیت کے لیے رحمت ہیں اور اس کے تمام احکام حکمت ومصلحت پر مبنی ہیں کیونکہ یہ قوانین انسانی فطرت کے مطابق اور معاشرے میں امن وسکون قائم کرنے والے ہیں۔ خاص طور پر اسلام کے عائلی قوانین سماجی ضرورتوں سے حد درجہ قریب اور انسانی مصلحتوں سے پوری طرح مطابقت رکھنے والے ہیں۔ جن ملکوں اور قوموں نے ان احکام کو نظر انداز کیا وہاں اخلاقی بحران پیدا ہوا اور معاشرہ امن وسکون سے محروم ہوگیا۔ مگر افسوس کہ شریعت اسلامی کے بعض احکام کو نا منصفانہ اور عورت مخالف قرار دیا جاتا ہے اور اسلامی قانون کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا جاتا ہے، جب کہ اسلامی قوانین بالکل فطرت کے مطابق اور سماج ومعاشرے کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے ایسا کیوں نہ ہو ان قوانین کے خالق اللہ رب العزت ہیں نہ کہ کوئی انسان، انسانی قانون، پارلیمنٹ کے آئین میں خامی ہوسکتی ہے مگر اللہ کا بنایا ہوا ہر قانون کسی کمی اور خامی سے پاک وصاف ہے، انہوں نے مزید کہا کہ یکساں سول کوڈ کی مخالفت ہم کیوں کرتے ہیں کیونکہ یہ قانون اس ملک کی رنگارنگی تہذیب کے بالکل خلاف ہے اور یہ قانون ملک کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے والا ہے، ہندوستان کے قانون میں مذہب کی آزادی ہر طبقہ کو حاصل ہے۔ اور مذہب کے ساتھ ساتھ ملک کی حفاظت مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے مسلم وکلاء کو مشورہ دیا کہ وہ اسلامی قوانین کی حقیقت کو غیر مسلم ججوں اور قانون دانوں کو سمجھائیں۔ یہ ملت کی بہت بڑی خدمت ہے، تاکہ غلط فہمی کی بنیاد پر کوئی غلط فیصلہ نا سمجھی میں اسلامی قانون کے خلاف نہ ہوجائے۔ انہوں نے نفقہ مطلقہ مسئلہ طلاق، یتیم پوتے کی وراثت، عورتوں کے حقوق پر تفصیلی بات چیت کی، اس اجلاس سے مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی نے بھی خطاب کیا اور مسلم پرسنل لا کے تحت داخل اسلامی قوانین کی حکمتوں اور مصلحتوں سے سامعین کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی قوانین کی تفہیم کو تحریک کی صورت میں منعقد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو اور مسلم وغیر مسلم عوام کا ذہن صاف ہو۔ تفہیم شریعت کمیٹی کے علاقائی کنوینر مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی معاون قاضی مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے تفہیم شریعت پروگرام منعقد کرانے کے مقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالی اور قانون شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے اس طرح کے پروگرام کو ہر مرکزی مقام پر بار بار کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اسلامی قانون کو غیروں کو نہیں سمجھایا جائے اس وقت تک تفہیم شریعت کے پروگرام کے مقاصد کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ہر مسلمان خاص طور پر علماء ائمہ مساجد اس پروگرام کو ایک ملی فریضہ کی حیثیت سے جگہ جگہ کروائیں۔

اس اجلاس میں ایڈوکیٹ محمد عالم، ایڈوکیٹ شرف الدین، جناب پروفیسر افکار عالم پروفیسر لا کالج رانچی، جناب پرویز اختر صاحب سماجی کارکن کے علاوہ شہر کے تقریبا بیس وکلاء اور کثیر تعداد میں علماء اور دانشوران نے شرکت کی اور پروگرام کو ہر طرح سے با مقصد بنایا۔ جناب مولانا اسحاق قاسمی مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین سرکار ڈیہہ، مفتی سیف اللہ قاسمی، مولانا افروز عالم ندوی، مولانا نوشاد ندوی، سید سہیل صاحب، نوشاد عالم صاحب اور نوشاد خان صاحب نے اس پروگرام کو ہر طرح سے کامیاب بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شرکاء اجلاس نے اس طرح کے پروگرام کو بار بار کرانے کی خواہش کا اظہار کیا، پروگرام کا آغاز مولانا مفتی محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد نے افتتاحی کلمات کہے نظامت کے فرائض مولانا مفتی سعید اسعد قاسمی دارالقضاء آسنسول نے انجام دیے۔ مولانا شمیم صاحب اور حافظ مطیع الرحمٰن صاحب کا گراں قدر تعاون اس میں شامل رہا۔

● آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تفہیم شریعت کمیٹی کے زیر اہتمام ایک سیمینار بعنوان ''قانون نکاح، تعدد ازدواج اور متبنیٰ'' جیسے اہم موضوعات پر ۱۴؍ستمبر ۲۰۱۴ء کو دارالعلوم فرنگی محلی، عیدگاہ، عیش باغ لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ سیمینار کا افتتاح آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ممبر مولانا ڈاکٹر سعیدالرحمٰن اعظمی ندوی صاحب مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے کیا اور صدارت ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ ممبر مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کی اور نظامت کے فرائض امام عیدگاہ لکھنؤ مولانا خالد رشید فرنگی محلی نے انجام دیے۔ سیمینار میں مولانا مفتی ظفر عالم ندوی صاحب نے ان موضوعات پر تفصیلی اور جامع مقالہ پڑھا۔ جناب سید کفیل احمد ایڈوکیٹ نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس سیمینار میں وکلاء حضرات کے سوالوں کے تشفی بخش جوابات بھی دیے گئے۔ اس سیمینار میں وکلا حضرت کے سوالوں کے تشفی بخش جوابات بھی دئے گئے۔ اس سیمینار میں ''قانون نکاح، تعدد ازدواج اور متبنیٰ اسلامی احکامات و ہدایات'' کتابچہ کا رسم اجراء بھی ہوا۔ اس کتابچے کو مولانا خالد رشید فرنگی محلی امام عیدگاہ لکھنؤ نے ترتیب دیا ہے۔ سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر سعیدالرحمٰن اعظمی ندوی صاحب نے کہا کہ اس قسم کے سیمینار وقت کی اہم ترین ضرورت ہیں کیوں کہ اسلامی شریعت کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں جو غلط فہمیاں اور اشکالات ہیں وہ ان سیمیناروں کے ذریعے دور کیے جاسکتے ہیں اور اس نقطۂ نظر سے آج کا یہ سیمینار میل کا پتھر ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کا بنیادی مقصد تحفظ شریعت ہے اور بورڈ کا دائرہ کار ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کا تحفظ اور شریعت ایکٹ کے نفاذ کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کرنا ہے۔ شریعت کا تحفظ صرف حکومت کے ذریعے نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے تحفظ کی ذمہ داری ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو برابر ایسا طرز عمل اختیار کرنا ہوگا جس سے یہ پتہ چلے کہ وہ عملی زندگی میں مسلم پرسنل لا کو پوری اہمیت دیتے ہیں۔ اس پر صحیح طریقے سے عمل کرتے ہیں اور انہیں ایک کامیاب قانون کی موجودگی میں کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں کا یہ طرز عمل مستقبل میں مسلم پرسنل لا کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ماہر قانون اور بورڈ کی مجلس عاملہ کے رکن جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جن موضوعات پر یہ سیمینار خصوصاً منعقد کیا گیا ہے تعدد ازدواج اور متبنیٰ کے سلسلے میں لوگوں کے اندر بہت سی غلط فہمیاں پائی جارہی ہیں، اگر ہمارے وکلاء ان مسائل کے اسلامی نقطۂ نظر سے واقف ہوں گے تو جب ان کے سامنے عدالتوں میں یہ مسائل آئیں گے تو وہ صحیح طور پر اسلامی شریعت اور ملک کے قانون کی روشنی میں اپنی بات عدالتوں کے سامنے رکھ سکیں گے تاکہ عدالتوں کے فیصلے اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ انہوں نے متبنیٰ کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۲ء میں متبنیٰ بل (Adoption of Children Bill) پارلیمنٹ میں پیش ہوا جس کی وجہ سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا وجود ہوا۔ لیکن اب عدالت عظمیٰ کے ذریعے جو فیصلہ آیا ہے اس سے یہ خدشہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آئندہ اس سلسلے میں مزید کوئی قانون سازی کی جائے۔ گود لینے کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کسی بچے کی تو کفالت کی جاسکتی ہے مگر اسے صلبی رشتہ نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ اسلام نے بے سہارا اور لاوارث بچوں کی کفالت کی نہ صرف حمایت کی ہے بلکہ اس کی تعریف بھی کی ہے۔ مگر اس کا مطلب بالکل یہ نہیں کہ کفالت کرنے والے کو حقیقی باپ کا درجہ دیا جائے۔ سیمینار کو خطاب کرتے ہوئے تفہیم شریعت کمیٹی کے کنوینر و امام عیدگاہ لکھنؤ مولانا خالد رشید فرنگی محلی نے کہا کہ اللہ نے قرآن کریم میں سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ میں ارشاد فرمایا ہے: ''کسی مسلمان مرد اور عورت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کے بعد اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔'' اس لیے ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات اسلامی شریعت کی ہی روشنی میں حل کرائیں۔ اسی لیے مسلمان ہرگز مسلم پرسنل لا میں مداخلت برداشت نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو کو نامکمل نہیں چھوڑا ہے۔ نکاح چوں کہ سماجی زندگی کا ایک اہم رکن ہے اور اسی سے صالح معاشرے کی تعمیر، نسل انسانی کی بقا اور حفاظت ہوتی ہے اس لیے کتاب وسنت میں عبادات کے بعد سب سے زیادہ اہمیت نکاح، زوجین کے حقوق و فرائض، ازدواجی زندگی کے اصول بیان کیے گئے ہیں تاکہ یہ نازک رشتہ ہمیشہ برقرار رہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے نکاح کی بہت تاکید کی ہے اور اس کو پاکیزگی وعفت کا سبب قرار دیا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو

چاہئے کہ نکاح میں غیر اسلامی رسومات کو مکمل طور پر ترک کر دیں۔

انہوں نے تعدد ازدواج کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تعدد ازدواج سماج کی بہت ساری حکمتوں اور ضروریات پر مبنی ہے۔ اور اگر ہم ہندوستان میں اس مسئلہ کا گہرائی سے تجزیہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ غیر مسلمین کے یہاں ایک سے زیادہ بیویوں کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۵ء کی مردم شماری کی رپورٹ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر مسلموں نے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ شادیاں کیں ہیں۔ ایک اور رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۹۱ء کے عرصے میں ایک سے زیادہ شادیوں کے لیے غیر مسلمین میں اس کا تناسب ۶ء۵ جب کہ مسلمانوں میں اس کا تناسب ۳۱ء۴ فیصد تھا۔

مولانا نے کہا کہ اسلامی شریعت نے دوسرا نکاح کرنے کے متعلق کافی سخت قوانین مرتب کیے ہیں۔ یہ ایک اسلامی اصول ہے کہ اگر کسی شخص کے ایک بیوی ہو اور وہ اس کی موجوگی میں دوسری شادی کرنا چاہے اگر اس کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں کے درمیان عدل نہیں کر سکے گا تو اس کے لیے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ نے قرآن کریم کی سورہ نساء آیت نمبر۳ میں فرمایا: ''لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔''

مولانا مفتی محمد ظفر عالم ندوی صاحب استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے ایک تفصیلی اور جامع مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کا قانون نکاح دیگر تمام قوانین اسلامی کی طرح اخلاق سے کسی بھی مرحلے میں جدا نہیں ہے جب کہ مغربی مفکرین اور ماہرین اس کے برخلاف نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ قانون الگ چیز ہے اور اخلاق اس سے جداگانہ شے ہے۔ انہوں نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ انسانی معاشرے میں بیک وقت قانون اور اخلاق کے دو معیاری نظام پائے جاتے ہیں جب کہ اسلامی قانون کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ اسلامی قانون اپنے اندر مذہبی اور اخلاقی نظام سموئے ہوئے ہے حتیٰ کہ نظام معاش واقتصاد بھی اخلاق سے آزاد نہیں۔

اس تقریب میں بڑی تعداد میں علماء، وکلاء، دانشوران، مستورات اور میڈیا کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ ارکان بورڈ میں خاص طور پر مولانا سید حمزہ حسنی ندوی، مولانا اقبال احمد قادری، بیگم نسیم اقتدار علی، ڈاکٹر رخسانہ نکہت لاری، ڈاکٹر صفیہ نسیم کے علاوہ اہم شخصیات میں قاری مشتاق احمد پرتاپ گڑھی، محمد احم خاں صاحب ادیب، ڈاکٹر سلطان شاکر ہاشمی، مشتاق احمد صدیقی ایڈوکیٹ، قاضی صبیح الرحمٰن ایڈوکیٹ، فاروق احمد ایڈوکیٹ، ذاکر علی ایڈوکیٹ، کمال الدین صدیقی ایڈوکیٹ، محمد ادریس ایڈوکیٹ، سید وقار اسلم ایڈوکیٹ، دلشاد حسین ایڈوکیٹ، محمد عمر ایڈوکیٹ، محمد وسیم صدیقی ایڈوکیٹ اور اخلاق علی خاں ایڈوکیٹ شریک تھے۔

اس کے علاوہ کشمیر اور اندور وغیرہ میں بھی تفہیم شریعت کا انتہائی اہم پروگرام ہوا ہے جس کی روداد انشاءاللہ آئندہ شمارہ میں دی جائے گی۔

وفیات:

رکن اساسی مولانا قاری محمد قاسم انصاری صاحب چنئی ۱۲و۱۳ر ستمبر۲۰۱۴ء کی درمیانی شب دل کا دورہ پڑنے سے مالک حقیقی سے جا ملے۔

غیر ارکان میں سابق خازن بورڈ حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحبؒ ناگپور کے دوسرے صاحبزادے جناب عبدالرؤف پاریکھ صاحب ۱۰راپریل ۲۰۱۴ء کو، مولانا عبدالقیوم صاحب سابق سکریٹری جماعت اسلامی ۳رجون ۲۰۱۴ء کو، جناب عارف مسعود صاحب بھوپال رکن مجلس عاملہ بورڈ کی والدۂ محترمہ کا ۲۳راگست ۲۰۱۴ء کو بعد نماز عصر دل کا دورہ پڑنے سے، جناب سید شہاب الدین صاحب کے بھائی کا اگست ۲۰۱۴ء کو، مولانا نفیس احمد اکبراویسی قاسمی صاحب شیخ الحدیث وصدرالمدرسین جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ ۸رستمبر۲۰۱۴ کو، حاجی عبدالرزاق صاحب رائے بریلی خادم خاص سابق صدر بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۳رجولائی ۲۰۱۴ء کو، حضرت جنرل سکریٹری صاحب محترم بورڈ کے بھانجے جناب الحاج سید محمد خلیل صاحب بوکارو ۳۰راگست ۲۰۱۴ء کو، مسلم پرسنل لا بورڈ دہلی دفتر کے آفس سکریٹری مولانا محمد وقارالدین لطیفی ندوی صاحب کے بڑے بھائی مولانا محمد صباح الدین قاسمی صاحب ۳۰راگست ۲۰۱۴ء کو رات سوا گیارہ بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

۞۞۞